

# کمالاتِ علمائے دیوبند

حضرات اکابر کے روح پر واقعات اور پر نور احوال مشتمل ایک دل سوز وعظ

## افرادات

شہید حج حضرت اقدس مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

بانی و مالک شیخ الحدیث جامعہ محمودیہ میرٹھ، اٹھیا / غلیظ فقیر الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسین محب گنوئی

مرتبہ  
خلیل حمد قاضی  
خادم مدینہ اکینہ ڈیوبزی، انگلینڈ

## دعائیہ کلمات

حضرت اقدس مفتی موئی بفات صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ڈیوبزی، انگلینڈ / غلیظ فقیر الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسین محب گنوئی



ناشر مدنیہ اکیڈمی

ڈیوبزی، انگلینڈ

# کمالات علماتے دیوبند

حضرات اکابر کے روح پر و رواقعات اور پر نور احوال پر مشتمل ایک دل سوز و عذر

## افرادات

شہید حج حضرت اقدس مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

بانی وسائل شیخ الحدیث جامعہ محمودیہ، میرٹھ، اٹھیا / خلیفہ فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

## دعائیہ کلمات

حضرت اقدس مفتی موسیٰ بدادات صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ڈیوبنی، انگلینڈ / خلیفہ فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ

## مرتب

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی ڈیوبنی، انگلینڈ

## ناشر

مدینہ اکیڈمی

ڈیوبنی، انگلینڈ

## تفصیلات

کمالات علمائے دیوبند	کتاب کا نام:
شہید حج حضرت اقدس مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	افادات:
مولانا خلیل احمد قاضی صاحب	ترتیب:
مفتی محمد امتنیاز حافظی صاحب	تحقیق و تهذیب:
88	صفحات:
ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ - مئی ۲۰۲۳ء	سن اشاعت:
مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ	ناشر:



## ملنے کا پتہ

مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

**Madina Academy**

Swindon Road, Dewsbury

West Yorkshire, WF13 2PA, England

Tel: 00 44 7852762632

Email: publications@madinaacademy.org.uk

Website: madinaacademy.org.uk

## فہرستِ مضامین

صفحہ	عنوانِ ااویین	شمار
۱۱	حرفِ آغاز: مولانا غلیل احمد قاضی صاحب	
۱۳	دعائیہ کلمات: حضرت اقدس مفتی موسیٰ بدات صاحب دامت برکاتہم	
۱۵	خطبۃ افتتاحیہ	۱
۱۵	اللہ تعالیٰ نے پورے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے	۲
۱۵	ہر ۱۰۰ ارسال پر مجدد کی بعثت کا وعدہ	۳
۱۶	مجدِ دین کی تاریخ	۴
۱۶	مجدِ داول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵
۱۷	باطل کے مقابلے میں حضرت صدیق اکبرؒ کا انصرافہ متانہ	۶
۱۷	سیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفوی سے شرارِ بُھی	۷
۱۸	اکبری دینِ الٰہی	۸
۱۸	اکبری دینِ الٰہی کا مختصر خاکہ	۹
۱۹	حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی محنتیں اور آن کے ثمرات	۱۰
۲۰	دورِ جہاں گیری اور حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی خدمات کے اثرات	۱۱
۲۰	شاہ جہاں اور اورنگ زیبؒ پر حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی محنت	۱۲
۲۱	دورِ عالمگیری اور ہندوستان میں انگریزوں کی گھس پیٹھ	۱۳

۲۲	اسلامی حکومت کو بچانے کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ کی محنتیں	۱۳
۲۲	حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ	۱۵
۲۳	حضرت سید احمد شہیدؒ کا دورہ ہندوستان اور حجٰ کا ارادہ	۱۶
۲۳	حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت	۱۷
۲۴	انگریزوں کے خلاف اکابر دیوبندی کی کارگزاری	۱۸
۲۴	اکابر دیوبندی کی انگریزوں کے خلاف ناکامی اور ہنگامہ دار ویگیر	۱۹
۲۵	حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ کا اتباعِ سنت کا جذبہ	۲۰
۲۵	انگریز پولیس حضرت نانو تویؒ کی تلاش میں	۲۱
۲۶	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی گرفتاری	۲۲
۲۶	محض قرآن پاک کی غاطر جیل میں قیام	۲۳
۲۷	دارالعلوم دیوبند اور دوسرے دینی مدارس دینیہ کا قیام	۲۴
۲۷	دینی سلسلوں کی عالمگیر اشاعت	۲۵
۲۸	تلقیم ہند کا سانحہ فاجعہ	۲۶
۲۹	ہندوستانی علمائے حق کا جرأت مندانہ اقدام	۲۷
۳۰	حضرت رائے پوریؒ کی پاکستان منتقل ہونے کی خواہش اور حضرت مدنیؒ کا جواب	۲۸
۳۱	حضرات اکابر شلاشہ کا ہندوستان میں رہنے کا عزم	۲۹
۳۲	شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے ہندوستانی مسلمانوں پر احتمالات	۳۰

۳۱	مسلمانوں میں ارتاد بھیلانے کی شیطانی مہم	۳۳
۳۲	حضرت نانو تویؒ کا بیوی کوزیورات وغیرہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم	۳۲
۳۳	حضرت نانو تویؒ کے مکان کی تاریخ	۳۵
۳۴	حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی بیعت کا واقعہ	۳۴
۳۵	حضرت منفی الہی بخشؒ کی شخصیت کی منتشر تصویر یکشی	۳۵
۳۶	مثنوی شریف اور اس کی تکمیل	۳۶
۳۷	حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ کا مقام	۳۷
۳۸	طالبان علوم دین پر سختی کا و بال	۳۸
۳۹	حضرت حاجی صاحبؒ میاں بخشؒ نور محمد صاحبؒ کی خدمت میں	۳۹
۴۰	حضرت حاجی صاحبؒ کا نماز کے ساتھ لگاؤ	۴۰
۴۱	دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بینا اٹھائے	۴۱
۴۲	حضرت میاں بخشؒ نور محمد صاحبؒ کے تین عظیم خلفاء	۴۲
۴۳	اگر تجھے سُنھے پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ جا	۴۳
۴۴	ان اکابر شلاش کے درمیان جنت نظریہ دوستی اور محبت کا ایک نمونہ	۴۴
۴۵	حضرت گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں	۴۵
۴۶	حضرت گنگوہیؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ ایک دستخوان پر	۴۶
۴۷	حضرت گنگوہیؒ کا متحان	۴۷

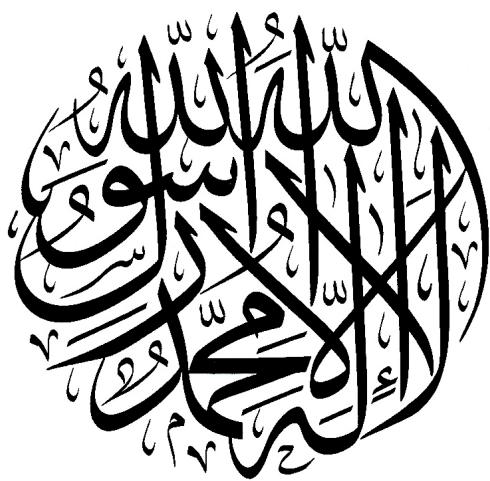
۳۲	حضرت گنگوہیؒ کو خلافت و اجازت	۳۸
۳۳	حضرت گنگوہیؒ کی تربیت یا فتنہ بعض اقلابی شخصیات	۳۹
۳۴	حضرت گنگوہیؒ کی نفسی کا ایک واقعہ	۵۰
۳۵	حضرت گنگوہیؒ کو دربار سالت سے افقاء کی سند	۵۱
۳۶	ایک بزرگ کا حضرت گنگوہیؒ کے تفہم کے بارے میں عجیب کلام	۵۲
۳۷	ایک اور بزرگ کا حضرت گنگوہیؒ کی ققاہت پر عجیب تصریح	۵۳
۳۸	۲۲ ریس کے بعد آج میری تکمیر اولی فوت ہو گئی	۵۴
۳۹	حضرات صحابہ کرامؐ کا قافلہ جاہر ہاتھا، یہ را پیچھے رہ گئے	۵۵
۴۰	علامہ کشمیریؒ کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا نظریہ	۵۶
۴۱	حضرت مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کے بعض مناقب	۵۷
۴۲	حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ کے بعض مناقب	۵۸
۴۳	یہ حرم میں کون آگیا کہ پورا حرم روشن ہو گیا	۵۹
۴۴	مولوی غلیل احمد تو نور ہی نور ہے	۶۰
۴۵	حضرت مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی فاقہ مستقی	۶۱
۴۶	حضرت سہارنپوریؒ کامال اوقاف میں حدود جد احتیاط	۶۲
۴۷	مدرسے کی زائد آگ پر سالم گرم کرنے پر پیشہ جمع کرانا	۶۳
۴۸	حضرت شیخؒ کا عجیب استغناہ	۶۴

۵۳	حضرت شیخ کامکان	۶۵
۵۴	حضرت مدنی اور حضرت مولانا الیاس کا آپسی احترام	۶۶
۵۵	او لَئِكَ آبائِي، فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ	۶۷
۵۵	حضرت حکیم الامت: ایک با کمال شخصیت	۶۸
۵۶	حضرت حکیم الامت اور حضرت مدنی کا آپسی تعلق اور محبت	۶۹
۵۷	خانقاہ امدادیہ میں حضرت مدنی کی نماز میں امامت	۷۰
۵۷	حضرت مولانا عبدالمadjد صاحب دریابادی کی بیعت کا واقعہ	۷۱
۵۸	حضرت تھانوی کی شان میں برائی کرنے پر حضرت مدنی کا طرز عمل	۷۲
۵۹	حضرت مدنی کی شان میں برائی کرنے پر حضرت تھانوی کا رد عمل	۷۳
۵۹	مجھ سے محبت کرتے ہو اور میرے اکابر کو برائی کہتے ہوں	۷۴
۶۰	حضرات اکابر دیوبند کے باہمی تعلق کی ایک اور مثال	۷۵
۶۱	حضرت فقیہ الامت کو حضرت مدنی کی خدمت میں پیش کرنا	۷۶
۶۲	حضرت مدنی اور حضرت شیخ کی آپسی محبت	۷۷
۶۲	جزت میں میرے بغیر جانا نہیں ہوگا	۷۸
۶۳	حضرت شیخ کے دوسرے نکاح کا دل چسپ واقعہ	۷۹
۶۵	حضرت شیخ کی صاحبزادیوں کے نکاح کا عجیب واقعہ	۸۰
۶۶	مجھے کیا خبر تھی کہ پنجیاں گھر میں ننگی پھر رہی ہیں	۸۱

۶۶	دونوں صاحب زادیوں کی خصیٰ	۸۲
۶۷	ذخیر کی ناک بھی ہے اور نہ میری بھی ہے	۸۳
۶۸	نمونہ اسلام حضرت اقدس فقیہ الامت	۸۴
۶۸	نیم نانے گرخور دم دخدا بندل درویشاں گند نیم دیگر	۸۵
۶۹	طالب علی کادور اور توکل علی اللہ	۸۶
۷۰	اپنا ذاتی مکان بھی نہیں	۸۷
۷۰	مکان ہدیہ کرنے کی پیش کش حضرت فقیہ الامت کا جواب	۸۸
۷۱	دارالعلوم دیوبند سے منصب مفتی اعظم کی پیش پر آپ کا متواضعانہ جواب	۸۹
۷۲	حضرت کا کمال توضیح	۹۰
۷۳	دارالعلوم دیوبند میں بہ جنتیت صدر مفتی تقرر	۹۱
۷۳	دوسرے پیر (حضرت لگوہی) کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا	۹۲
۷۴	اکثر اختلافات، فساد اور بکار حب جاہ کی وجہ سے ہوتے ہیں	۹۳
۷۴	حضرت تھانویؒ کا حضرت لگوہیؒ کے بعد حضرت رائے پوریؒ سے رجوع	۹۴
۷۵	حضرت تھانویؒ حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں	۹۵
۷۶	حضرت فقیہ الامتؒ کی فنا تیت اور توضیح کا عجیب واقعہ	۹۶
۷۶	حضرت فقیہ الامتؒ اور پابندی اوقات مدرسہ	۹۷
۷۷	بخاری شریف پڑھانے کی مسلسل درخواست اور حضرتؒ کا مسلسل انکار	۹۸

۷۸	طلیبہ کے سامنے حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کی عجیب بات	۹۹
۷۹	مولانا فخر الدین صاحبؒ کی وفات پر حضرتؒ کا بخماری پڑھانے سے انکار	۱۰۰
۷۹	بیماری کے باوجود حضرتؒ مسیح الامتؒ کی خدمت میں پیدل حاضری	۱۰۱
۸۰	حضرتؒ مسیح الامتؒ کا حضرتؒ فقیہ الامتؒ سے مسائل دریافت کرنا	۱۰۲
۸۰	اپنا پورا کمرہ حضرتؒ مسیح الامتؒ کے حوالے	۱۰۳
۸۱	حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرتؒ مسیح الامتؒ کی ملاقات کا عجیب واقعہ	۱۰۴
۸۲	اکابر دیوبند کے کارناموں کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں	۱۰۵
۸۳	پھر میں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی	۱۰۶
۸۳	اکابر دیوبند کا ایک بہت بڑا کارنامہ: مردم سازی	۱۰۷
۸۴	اپنے وظیفہ میں اضافہ کے مشورہ پر حضرت عمرؓ کا زاہدان جواب	۱۰۸
۸۶	ہمارے اکابر کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے	۱۰۹
۸۷	ہمارے اکابر کی زندگی ہی حضور اکرم ﷺ کا عملی اسوہ ہے	۱۱۰





## حرف آغاز

مولانا خلیل احمد قاضی صاحب  
بانی و مہتمم مدینہ اکیڈمی ڈیوز بری، انگلستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مفتي اعظم دارالعلوم دیوبند فقيه الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب لگنوہی<sup>ؒ</sup>  
فرماتے ہیں کہ مسلک علمائے دیوبند پانچ چیزیں ہیں:

(۱) عشقِ الہی کی سو شیئے میں ہو۔

(۲) تمام رسم شرکیہ سے بچتے ہوئے تو حید خاص پر اعتقاد ہو۔

(۳) حضرت نبی کریم ﷺ کی محبت ہر مخلوق کی محبت پر غالب ہو۔

(۴) زندگی کا ہر ہر گوشہ اتباعِ سنت سے منور ہو۔

(۵) اشاعتِ دین کی لگن ہو۔

اکابر علمائے دیوبند انہی اوصاف و کمالات کے حامل تھے، ان کی زندگی قرآن و سنت کی حقیقی ترجمان تھی، وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ و اکمل نمونے تھے، تاریخ میں ان جیسے حضرات کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

أَوْلَئِكَ أَبَاءِي فَيَحْسُنِي بِمِثْلِهِمْ

إِذَا جَمَعْتُنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعِ

زیر نظر کتاب ”کمالات علمائے دیوبند“ انہیں بلند اقبال شخصیات کے ان دل پذیر واقعات اور روح پرور احوال پر مشتمل ہے جنہیں شہید حضرت اقدس مفتی محمد فاروق صاحب

میرٹھیؒ نے علم و طلبہ کی ایک خصوصی مجلس میں بیان فرمائے تھے۔  
 یقیریب ۲۲ / جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲ / اپریل ۲۰۱۲ء کو مدرسہ  
 تعلیم الدین اسپنگو بیچ (Ispingo Beach) جنوبی افریقہ میں منعقد ہوئی تھی۔  
 ابھی چند روز قبل ایک عالم دین نے اپنے سفر عمرہ کے دوران مدینہ منورہ - علی  
 صاحبھا الفتحیۃ - میں ایک خواب دیکھا، خواب میں انھیں حضرت اقدس مولانا یوسف  
 متالاصحابؒ کی زیارت ہوئی، انھوں نے حضرتؒ سے دریافت فرمایا کہ حضرت مفتی محمد  
 فاروق صاحب میرٹھیؒ کہاں پر ہے؟ جواب موصول ہوا کہ وہ تو سید الطائفہ حضرت حاجی  
 امداد اللہ صاحب مہاجرؒ کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے تمام اکابر کی مغفرت فرمائے، درجات بلند سے بلند تر فرمائے  
 اور ان کے فیوض و برکات سے امت کو تاقیامت مستفیض فرماتا رہے، آمین ۔

رضا تھا تشنہ لب آیا، پیا اس حوض کوڑ سے

اب اس کے دل سے دیوبندی حلاوت مٹ نہیں سکتی

فَاطِر السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

۱۳ / رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ - ۲ / اپریل ۲۰۲۳ء

بین العصر والمغرب

## دعا تیہ کلمات

حضرت اقدس مفتی موسیٰ بدات صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث جامعہ تعلیمیں الاسلام ڈیوزری، انگلستان

بسم اللہ الرحمن الرحيم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت اقدس مفتی محمد فاروق صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں  
ہے۔ آپ علیٰ کمالات کے جامع تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے اور  
درجات کو بلند فرمائے، آمین۔

ان کا ایک بیان ”کمالات علمائے دیوبند“ مولانا خلیل احمد قاضی صاحب نے نقل  
فرمایا ہے۔ سرسری نظر سے دیکھا، ماشاء اللہ! کمالات علمائے دیوبند کی خوب ترجمانی فرمائی  
ہے۔ اس سے عقیدت و محبت میں اور زیادتی ہوئی۔

أَحَبُّ الصَّالِحِينَ وَلَيْسَ مِنْهُمْ

اللہ تعالیٰ مذکورہ بیان سے امت کو فائدہ پہنچائے اور مولانا خلیل احمد قاضی صاحب  
کی محنت کو قبول فرمائے کہ یہ ذخیرہ آخرت اور حضرت اقدس مفتی محمد فاروق  
صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

موسیٰ احمد بدات

۱۳ / شوال / ۱۴۲۲ھ

کمالات علمائے دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ! الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ،  
 وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،  
 مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلٌّ لَّهُ، وَمَنْ يُضْلِلُهُ فَلَا هَادِي لَهُ،  
 وَنَشْهُدُ أَنَّ لِإِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ،  
 وَنَشْهُدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيبَنَا مُحَمَّدًا أَعْبُدُهُ وَأَرْسُولُهُ.  
 أَمَّا بَعْدُ! فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:

﴿إِنَّا نَخْنُونَ نَزَّلْنَا إِلَيْكُمْ كُرْآنًا لِّكُلِّ أُمَّةٍ لِّحَفْظُهُونَ﴾  
 وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مائِةٍ سَنَةٍ  
 مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا. [سنن أبي داود: ٤٩١]

## اللّٰهُ تَعَالٰی نے پورے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے

معزز سامعین کرام اور عزیز طلباء گرامی! اللّٰهُ تَعَالٰی نے قرآنِ پاک کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور یہاں قرآنِ پاک سے مراد قرآنِ پاک کے تمام علوم میں، حدیث پاک اور دوسرے علوم بھی اس میں داخل میں، اللّٰهُ تَعَالٰی نے قرآنِ پاک اور علوم قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

## ہر ۱۰۰ ارسال پر مجدد کی بعثت کا وعدہ

اور اس امت کے لیے خاص یہ وعدہ بھی فرمایا ہے کہ دین کے اندر لوگوں نے جو

گتھر بیونت کر دی ہو گی، کچھ غرایافت اور رسم و رواج داخل کر دیے ہوں گے، ان کے رد اور ان سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ شخصیتوں کو ہر سو سال پر پیدا فرماتے رہیں گے۔

## مجدِ دین کی تاریخ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک اور علوم قرآن کی حفاظت کا بھروسہ فرمایا ہے، اس کا ایسا انتظام فرمایا کہ قرآنِ پاک کے نزول سے لے کر اب تک برا برہزمانے میں قرآن کریم کے لاکھوں، کروڑوں حافظ رہے، علوم قرآن کے پڑھنے پڑھانے، پھیلانے والے اور قرآنِ پاک کے اعمال و احکام کو دنیا میں پھیلانے کی محنت کرنے والے ہمیشہ رہے ہے اور جب بھی دین میں کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے گتھر بیونت کرنے کی کوشش کی، اللہ نے ان کی اصلاح و تدبیر کے واسطے ہر زمانے میں، ہر سو برس پر کسی شخصیت یا متعدد شخصیتوں کو پیدا فرمایا، جنہوں نے ان بدعتات کا قلع قمع کیا اور ان سے دین کی حفاظت فرمائی۔

## مجدِ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو پہلی صدی سے لے کر اب تک؛ بلکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد ہی سے ایسی نمایاں شخصیات ہم کو ملیں گی، خود حضرت نبی اکرم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد کچھ کمزور ایمان والوں نے ارتاد اختیار کیا، کچھ لوگوں نے ارادہ کر لیا کہ ہم سب چیزوں کو تو مانیں گے؛ لیکن زکوٰۃ ادائیں کریں گے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دو رخلافت ہے اور یہ وہ ناڑک زمانہ ہے کہ ابھی ابھی آپ ﷺ نے پردہ فرمایا ہے، ابھی کمزوری بھی ہے اور لوگوں میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

یہ ایسا موقع تھا کہ اس وقت کچھ مصلحت انگلیزی اختیار کی جائے؛ لیکن سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان لوگوں کے خلاف کہ جو دین کے معاملے میں ذرہ برابر بھی کمزوری اختیار کریں، کبھی ایک حصے کو بھی ترک کریں، جہاد کا علم بلند کیا، حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ان کے ساتھیوں نے کہا بھی کہ یہ جہاد کرنے کا موقع نہیں ہے، آپ اپنے ساتھیوں سے، کلمہ گو مسلمانوں سے کس بنیاد کے اوپر جہاد کر سکتے ہیں؟ اس وقت دوسری باطل طاقتیں بھی ہمارے مقابلے پر کچھ کم نہیں ہیں۔

## باطل کے مقابلے میں حضرت صدیق اکبرؓ کا نعرہ مسناہ

لیکن صدیق اکبرؓ کی زبان مبارک سے جملہ نکلتا ہے: "أَيْنَفُضُ الدِّينُ وَأَنَا حَيٌ؟" سیاہ مری زندگی میں دین کے اندر کی ہو جائے گی؟ ابو بکر زندہ ہوا اور دین کے اندر کی ہو جائے؟ یعنی یہ ممکن نہیں ہے، یا تو ابو بکر نہیں ہو گا یادِ دین کی جو کمزوری ہے اسے دور کر کے رہے گا۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان لوگوں سے جہاد کیا۔

## ستیزہ کا رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفوی سے شرارِ بوہی

پھر ہر زمانے میں اس جملہ کو دھرانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہے: "أَيْنَفُضُ الدِّينُ وَأَنَا حَيٌ؟" میرے زندہ ہوتے ہوئے دینِ احمد علیہ السلام کے اندر کوئی کمزوری پیدا ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا، یا تو میں نہیں رہوں گا یادِ دین کے اندر یہ کمزوری نہیں رہے گی اور میں اس کمزوری کو دور کر کے رہوں گا، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیات پیدا فرمائیں اور انہوں نے ہر زمانے میں دینی خدمات انجام دیں۔ آپ اسلام کی شروع

تاریخوں سے لے کر اخیر تاریخ تک نظر ڈالیں، یہ اس کا موقع نہیں ہے کہ ہر صدی کے تفصیلی حالات بیان کیے جائیں، ورنہ تو سارا وقت اسی میں ختم ہو جائے گا۔

## اکبری دین الہی

گیارہویں صدی میں اکبر بادشاہ فرماء روا ہے، حالاں کہ اس کے دربار میں بڑے بڑے علماء اور فضلا تھے؛ لیکن ان کو علمائے سوءے ہی کہا جاتے گا، اگرچہ وہ بڑے قابل تھے، جیسے فیضی اور ابو الفضل وغیرہ کہ جنہوں نے قرآن پاک کی تفسیر بے نکت لکھی اور اپنی قابلیت کے جو ہر دکھاتے؛ لیکن خود انہوں نے اکبر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس وقت اپنا ایک نیادین قائم کیا جائے اور ذہن میں یہ بٹھا دیا کہ ایک دین ایک ہزار برس سے زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا، حضور اکرم ﷺ کے دین کو ایک ہزار برس ہو گئے ہیں؛ اس لیے اب اس کی مدت پوری ہو گئی، اب ایک نئے دین کی ضرورت ہے اور بادشاہ کو بتایا کہ یہ دین حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ آیا جو اُمیٰ تھے اور آپ بھی اُمیٰ مغض ہیں تو آپ کے ذریعہ سے ایک نئے دین کی آمد ہو گئی اور آپ اس کو ایجاد کریں گے۔

## اکبری دین الہی کا مختصر خاکہ

چنان چہ اکبر کو اس کے اوپر آمادہ کیا، وہ بے چارہ بے پڑھا لکھا تھا، حالاں کہ پہلے وہ خود دین دار تھا؛ لیکن خود علمائے سوءے کے آمادہ کرنے کی وجہ سے وہ اس کے اوپر آمادہ ہوا اور ”دین الہی“ کے نام سے اس نے ایک نیادین قائم کیا جس میں مذہب اسلام کے علاوہ سب چیزیں تھیں، دربار میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا موقوف کر دیا گیا، ختنہ

اور قربانی پر پابندی لگادی گئی، زنا اور دوسرا چیزوں کو عام کر دیا گیا اور دوسرا دین کی چیزوں کی آزادی دے دی؛ بلکہ ان سب کو دین میں شامل کر دیا گیا۔

خود قلعے کے اندر آتش پرستوں کی طرح ہر وقت آگ جلانے اور قائم کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، ہندوؤں کے مذہب کے مطابق اپنے چہرے کے اوپر قشة (ٹیکہ، تلک) لگانا اکبر نے شروع کر دیا، یہاں تک کہ سورج کے سورج کے ایک ہزار نام کا وظیفہ جپنا اور اس کا پڑھنا خود اکبر نے شروع کر دیا، اپنے لیے سجدہ کرنا شروع کر دیا، اس طرح حقیقتی دین اسلام کو مٹا کر اور مسخ کر کے دین کی ایک نئی اور عجیب صورت اہل دنیا کے سامنے پیش کی گئی جس میں دین کی کوئی چیز نہیں تھی۔

یہ بڑا سخت وقت تھا، جب کہ اتنے بڑے ہندوستان کا اتنا بڑا بادشاہ جس کو ہندو مسلم سب بڑی عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں، کیوں کہ اس کے ہندوؤں سے بھی مراسم تھے اور ہندو عورتیں بھی اس کے نکاح میں تھیں، اتنی بڑی سلطنت کا مالک جب کوئی چیز جباری کرے تو پھر اس کا مٹانا کوئی آسان کام نہیں اور یہ وہ وقت تھا کہ اس وقت اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو آج دین کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہتا۔

## حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی مختصر تاریخ اور آن کے ثمرات

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے کے لیے حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کو کھڑا کر دیا، حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ نے ان حالات کو دیکھا، ان حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ دشمن طاقتوں کا مقابلہ کریں اور آپ نے اس بدعت کے مقابلے کی سوچی بھی؛ مگر اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا؛ اس لیے انہوں نے حکمت کاراسٹہ اختیار کیا۔

انھوں نے سلطنت کے اراکین پر نظر ڈالی کہ سلطنت کے اراکین کون کون میں اور ان میں سے دین کی حمیت اور فکر کن کن میں ہے، اس کا جائزہ لینے کے بعد رازدارانہ انداز میں ان کو خطوط لکھے فکر دلائی اور صورتِ حال سے آگاہ کیا کہ اگر یہی صورتِ حال رہی تو دین کا کیا ہو گا اور اس وقت آپ لوگوں کی ذمہ داری کیا ہے۔

چنان چہ ان حضرات کو آمادہ کر کے بادشاہ کو فکر دلانے کی تجویز رکھی اور انھوں نے بادشاہ کے سامنے یہ چیزیں رکھیں، اس کے تبیحے میں بادشاہ اکبر کی اتنی زیادہ اصلاح تونہ ہو سکی، البتہ اس کا فائدہ اتنا تو ضرور ہوا کہ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس نے توبہ کی۔

## دور جہاں گیری اور حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی خدمات کے اثرات

اس کے بعد جہاں گیر کا زمانہ آیا، اس کے دور حکومت میں اصلاحات کا سلسلہ شروع ہوا، حالاں کہ شروع میں بدگمانی پھیلانی لگی اور حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کو سال بھر تک جیل میں بھی رہنا پڑا، ان کے مکانات اور جانداروں پر بھی قبضہ کیا گیا اور اسیر ان زندگی گزارنی پڑی؛ لیکن حقیقت سامنے آئی اور حقیقت کے سامنے آجائے کے بعد وہ دن بھی آیا کہ جہاں گیر حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا اور ان سے اکتسابِ فیض شروع کیا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جہاں گیر نے حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی ناقہ میں سر ہند شریف حاضری دی۔

## شاہ جہاں اور نگ زیبؒ پر حضرت مجیدِ دلفِ ثانیؒ کی محنت کے اثرات

اصلاحات کا سلسلہ آگے بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ جہاں گیر نے اپنے

جالشین شاہ جہاں کو بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بیٹے کے ہاتھوں پر بیعت کرایا، شاہ جہاں نے بیعت ہو کر اپنی اصلاح کی اور اس کے نتیجے میں شاہ جہاں جیسا عادل بادشاہ ہندوستان کو نصیب ہوا۔

اس کے بعد اور نگ زیب عالمگیرؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلفاء اور صاحبزادوں سے بیعت ہو کر اکتساب فیض شروع کیا اور اس کے نتیجے میں حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے ہندوستان میں غلافت راشدہ کے طریقے پر حکمرانی کی کوشش کی اور اس میں بہت حد تک وہ کامیاب بھی رہے اور ہندوستان میں احکام اسلام جاری کرنے کے لیے فتاویٰ عالمگیری جیسی بے نظیر کتاب علماء کے ذریعہ سے تیار کروائی کہ ہندوستان میں احکام اس کتاب کے مطابق جاری ہوں گے۔

خود ان کی زندگی ایسے تقوے سے بھر پور زندگی تھی کہ حکومت کا ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے تھے، اپنے ہاتھ سے قرآنِ پاک کے نسخہ لکھتے اور پھر ان کو فروخت کرتے، اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بنتے اور اس کی جو اجرت حاصل ہوتی اس سے اپنا اور اپنے گھر کا خرچ پورا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ تقویٰ اور پرہیزگاری جو ان کے اندر آئی، یہ سب حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کارنامہ ہے کہ اتنے بڑے بادشاہ کے اندر اس قدر زیادہ تقویٰ، بھارت اور پاکیزگی پیدا ہو۔

## دور عالمگیری اور ہندوستان میں انگریزوں کی گھس پیٹھ

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بیٹوں نے کامیاب کوشش کی اور یہ سلسلہ چلتارہا؛ لیکن حضرت اورنگ عالمگیرؒ نے اپنی حکومت کے آخری دور میں انگریز کے

درخواست کرنے پر اپنے صلح کل والے مزاج کی بنا پر انگریز کو ہندوستان میں تجارت کی اجازت دے دی اور انھوں نے اپنی ایک کمپنی قائم کی اور انگریز وہاں باقاعدہ اپنی تجارت کرنے کے مجاز ہوتے۔

اور پھر انھوں نے ہندوستان بھر میں اپنی تجارت کا جال پھیلاتے پھیلاتے جگہ اپنی چھاؤ نیاں اور کمپنیاں قائم کیں اور پھر اپنی کمپنی اور اس کے اثاثوں کی حفاظت کے بہانے سے انھوں نے باقاعدہ اپنی فوج کھڑی کرنی شروع کر دی۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ شاہ عالم کے زمانے میں۔ جو کہ حضرت اور نگ عالمگیر کے جانشین ہوئے۔ انگریز نے اپنا پورا سلطنت جمالیا جس کے نتیجے میں بادشاہ بس برائے نام بادشاہ رہ گیا اور قانون انگریز کمپنی کا پلتا تھا۔

### اسلامی حکومت کو بچانے کے لیے حضرت شاہ ولی اللہؐ کی مختیں

جب انگریز نے اپنا پورا سلطنت جمالیا اور مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوا تو حضرت شاہ ولی اللہ محمد شدھلویؒ نے اسلامی سلطنت کو باقی رکھنے کی کوششیں کیں؛ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں اور یہ زوال پذیر حکومت برابر زوال کی طرف گامزن رہی، یہاں تک کہ یہ نوبت پہنچی کہ انگریز کا غالبہ ہو گیا۔

### حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ

یہ حالات دیکھ کر حضرت شاہ ولی اللہ محمد شدھلویؒ کے صاحبزادے اور ان کے جانشین حضرت شاہ عبد العزیز محمد شدھلویؒ نے ملک ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے دیا اور انگریز کے خلاف جہاد کرنے کو صرف جائز ہی نہیں؛ بلکہ فرض قرار دیا

اور پھر مستقل تربیت گاہ قائم کی اور ان کے ایک مرید حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے بھتیجے اور شاگرد حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ غیرہ نے انگریزوں کے خلاف علمِ بلند کیا اور انگریزوں کے خلاف ہندوستان بھر میں جہاد کی روح پھونک دی اور پھر وہ سلسلہ شروع ہوا کہ جس کو تاریخ بھی فراموش نہیں کر سکے گی۔

اس سے پہلے ہندوستان کے علماء نے یہ فتویٰ بھی دے دیا تھا کہ اب حج کرنا فرض نہیں رہا؛ اس لیے کہ اب راستہ مامون نہیں ہے، سمندر کا راستہ ہے جو چوری اور ڈاکہ زنی کے خطروں سے مامون نہیں ہے۔

### حضرت سید احمد شہیدؒ کا دورہ ہندوستان اور حج کا رادہ

حضرت سید احمد شہیدؒ نے ہندوستان بھر کے دورے کیے اور ساتھ میں یہ اعلان کیا کہ ہمارا رادہ حج بیت اللہ کا ہے اور جو ہمارے ساتھ حج بیت اللہ کو جائے گا، اس کا صرف بھی ہمارے ذمے ہے، ہندوستان بھر کے دورے کیے اور سات سو حضرات حج کے لیے تیار ہوتے؛ حالاں کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے پاس خود ان کا کچھ بھی نہیں تھا، کچھ ہزار روپیے تھے؛ لیکن وہ سب لوگوں میں تقسیم کر دیا اور پھر پورے قافلے کو لے کر حج کو روانہ ہوتے اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہوتی اور پھر یہ پورا قافلہ حج سے واپس آیا، اس طرح ہندوستان کے اندر دوبارہ حج کا سلسلہ شروع ہوا۔

### حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت

اُدھر انگریز کا تسلط روز بروز بڑھتا جا رہا تھا؛ اس لیے حضرت سید احمد شہیدؒ نے

باقاعدہ دوبارہ ہندوستان بھر کے دورے شروع کیے اور جہاد کے لیے بھرتی شروع کی، یہاں تک کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ قافلے آ کر ملتے رہے اور ان حضرات نے جہاد کا سلسلہ شروع کیا؛ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ یہ سارا قافلہ امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ سمیت سب کے سب شہید ہو گئے اور شہید کر دیے گئے۔

### انگریزوں کے خلاف اکابر دیوبندی کا رگزاری

اس کے نتیجے میں اب پورے ہندوستان پر انگریزوں کا مکمل تسلط ہو گیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی، پھر ہمارے حضرات اکابر: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ، حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ اور دیگر علماء جو صحیح معنی میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے جانشین تھے، ان حضرات نے صورت حال کا جائزہ لیا اور انہوں نے انگریزوں کے خلاف علمی جہاد بلند کیا، چنانچہ انہوں نے اپنی ساری بے سروسامانی کے باوجود اپنی تنظیم قائم کی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کو اپنا امیر المؤمنین تجویز کیا، حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ، حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ میں سے کسی کو قاضی بنایا کسی کو اور عہدہ دیا اور باقاعدہ اپنی غلافت قائم کر دی اور انگریز کے خلاف جہاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔

### اکابر دیوبندی انگریزوں کے خلاف ناکامی اور ہنگامہ دار و گیر

یہاں تک کہ شاملی کے میدان میں معرکہ ہوا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا فرمائی، اس کے نتیجے میں انہوں نے شاملی کے اندر اپنی اسلامی حکومت قائم

کر دی، پھر بعد میں دوسری جنگ ہوئی، اس کے دوران حافظ فما من ”شہید ہو گئے۔ اس دوسری جنگ میں انگریزوں کو کامیابی ملی جس کے نتیجے میں شاملی اور تھانہ بھون کے اوپر بمباری کی گئی اور ان دونوں بستیوں کو گواہی نہیں کر دیا گیا۔ اس کے بعد پورے ہندوستان پر انگریز کا مکمل غلبہ اور تسلط قائم ہو گیا اور ان حضرات کے خلاف گرفتاری کے وارثت جاری کیے گئے جس کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے مناسب سماحت کے بحث فرما کر مکہ مکرمہ پلے جائیں اور وہاں بیٹھ کر یہاں موجود حضرات کی رہنمائی کریں اور ان کی سرپرستی فرما کر ہندوستان میں دین کی حفاظت کا انتظام فرمائیں۔

### حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ کا اتباع سنت کا جذبہ

حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ کے خلاف بھی گرفتاری کے وارثت جاری ہوئے، تین دن روپوش رہے، تین دن کے بعد باہر نکل آئے، لوگوں نے کہا کہ آپ کے خلاف تو وارثت ہے اور انگریز آپ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں؛ لیکن ان حضرات پر اتباع سنت کا ایسا غلبہ تھا کہ فرمانے لگے کہ حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے بحث کے موقع پر تین روز ہی غارِ ثور میں قیام فرما کر روپوشی اختیار فرمائی تھی، تین دن سے زائد نہیں؛ اس لیے میں بھی تین دن سے زیادہ روپوش نہیں رہ سکتا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت شامل حال رہی کہ گرفتار نہیں ہوئے؛ حالاں کہ پولیس اور فوج پیچھے ہی لگی ہوئی تھی۔

### انگریز پولیس حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ کی تلاش میں

ایک مرتبہ خود حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ چھتہ مسجد میں موجود تھے اور

پولیس کا دستہ گرفتار کرنے کے لیے وہاں پہنچا؛ کیوں کہ انھیں اطلاع ملی تھی کہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانو توی یہاں چھٹتہ مسجد میں موجود ہیں، حضرت نانو توی بہت سادہ انداز میں زندگی گذارنے کے عادی تھے، ان کو دیکھ کر کوئی کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اتنے بڑے عالم میں، اتفاقاً تلاش کے لیے آنے والوں کی ملاقات سب سے پہلے حضرت نانو توی ہی سے ہو گئی اور انہی سے دریافت کر لیا کہ سنائے کہ یہاں کہیں مولانا قاسم بچپے ہوئے ہیں؟ تو آپ جس جگہ کھڑے ہوئے تھے، وہاں سے دو قدم پیچھے ہٹئے اور جہاں پہلے کھڑے تھے، اس جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہاں! بھی ابھی تو وہ یہاں تھے، انگریز اشارہ سمجھنے نہیں اور ادھر ادھر تلاش میں لگ گئے اور حضرت نانو توی وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے۔

### حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہی کی گرفتاری

حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہی کے خلاف بھی گرفتاری کا اور ارنٹ جاری کیا گیا تھا اور گرفتار بھی کیا گیا اور تقریباً چھ مہینے حضرت گنگوہی کو جیل کے اندر رہنا پڑا؛ لیکن انگریز کے پاس حضرت گنگوہی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا؛ اس لیے آپ کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا کہ جس کی وجہ سے آپ کو رہا کرنا پڑا۔

### محض قرآن پاک کی خاطر جیل میں قیام

جیل سے رہائی کے وقت بھی عجیب واقعہ پیش آیا، حضرت گنگوہی نے جیل کے اندر بھی قرآن پاک کا درس شروع فرمادیا، ایک شخص کو قرآن شریف پڑھاتے تھے، جب حضرت گنگوہی کی رہائی کی خبر ملی تو وہ شخص رونے لگا کہ اب میرے قرآن شریف کا کیا ہوگا،

حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ تم فکر مرت کرو، جب تک تم حارا قرآن شریف ختم نہیں ہو جاتا، میں نہیں جاؤں گا، چنانچہ رہائی کے حکم کے باوجود اس آدمی کے قرآن پاک کے ختم تک حضرت گنگوہیؒ وہاں رہے اور قرآن پاک کو ختم کرنے کے بعد پھر باہر تشریف لاتے۔

### دارالعلوم دیوبند اور دوسرے دینی مدارسِ دینیہ کا قیام

حضرت نانو تویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور ان کے دوسرے رفقاء نے جب یہ حالات دیکھ کر مغلیہ سلطنت کا زوال ہو چکا ہے جو مدارسِ دینیہ اور دینی تبلیغیوں کی سرپرستی کرتی تھی، اب ان نامساعد حالات میں دین کا کیا ہو گا؟ دین کے بقا کا کیا ہو گا؟، ان حضرات کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ اب ان حالات میں مدارس کی بنیاد رکھی جائے اور مدارسِ دینیہ قائم کیے جائیں۔

چنانچہ ان حضرات نے مل کر دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور اسی طرح مظاہر علوم سہارن پور اور دوسرے مدارس شروع کیے اور ٹلے کیا کہ ایسے مدارس کا سلسلہ جگہ جگہ قائم کیا جائے اور حکومت کی یا کسی بھی بڑی جماعت کی کوئی امداد قبول نہ کی جائے اور اصل توکل علی اللہ کے سرمایے کے اوپر یہ کام کیا جائے، چنانچہ توکلاً علی اللہ مدارس کے قیام کا یہ سلسلہ شروع کیا گیا۔

### دینی سلسلوں کی عالمگیر اشاعت

اُدھر دوسری طرف خانقاہی سلسلہ بھی شروع کیا اور ایک طرف تبلیغی جماعت کا سلسلہ بھی شروع کیا اور شروع کرنے والے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کانڈھلویؒ تھے جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے شاگرد رشید ہیں اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

سہار پوری کے خلیفہ ہیں اور بالکل بے سروسامانی کی حالت میں شروع کیا گیا، کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سلسلہ اتنا بڑھے گا کہ چہار دنگ عالم میں پھیل جائے گا؛ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ ان حضرات نے الہام خداوندی سے جو سلسلے بے سروسامانی کے ان حالات میں شروع کیے اور تائیدِ الہی، نصرتِ الہی ان کے ساتھی، اس کی بدولت یہ مدارس کا سلسلہ ہندوستان ہی نہیں؛ بلکہ دنیا بھر کے میں ان حضرات کے فیض یافتہ حضرات نے پھیلا یا اور یہ سلسلہ آج پورے عالم میں قائم ہے، ان حضرات کی مسامی کی وجہ سے خانقاہی سلسلہ بھی پوری دنیا میں قائم ہے، تبلیغی جماعت کا سلسلہ بھی آج عالمگیر ہو چکا اور الحمد للہ! پورے عالم میں ہر وقت لاکھوں نہیں؛ بلکہ کروڑوں کی تعداد میں تبلیغ کے اندر سرفروشانہ خدمات انجام دے رہے ہیں اور جماعتیں برابر ہر جگہ، ہر ہر ملک میں کام کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں اسلام اور ایمان کی یہ صورت و شکل جگہ جگہ قائم ہے اور آج بھی اسلام مختلف طاقتوں کو یہ مدارس اور جماعتیں کھل رہی ہیں اوان کے اوپر طرح طرح کے جملے کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں؛ کیوں کہ وہ صحیح ہے میں کہ دنیا میں اسلام کا بقایا ہی مدارس کے ذریعہ سے ہے، وہ ان ہی تبلیغی جماعتوں کے ذریعہ سے ہے؛ اس لیے مدارس اور تبلیغی جماعتوں کے خلاف وہ پروپیگنڈا کیا جاتا رہا ہے اور کیا جاتا رہا ہے جس سے آپ سب حضرات واقف ہیں۔ بہر حال! مدارس کا سلسلہ اس طرح ان حضرات نے قائم کیا۔

### تلقیسم ہند کا سانحہ فاجعہ

اُدھر انگریز کا اسسلط ختم ہوا اور وہ وقت بھی آیا کہ ہندو مسلم سب نے مل کر انگریز کو ہندوستان سے کھدڑا، پھر تلقیسم ہند کا مرحلہ بھی پیش آیا کہ اس کے دوٹکوئے کر کے ہندوستان

اور پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا، یہ موقع بھی ایسا موقع تھا کہ شاید ہندوستان کی تاریخ میں پہلے ایسا موقع بھی نہیں آیا تھا اور مسلمانوں کے لیے بھی پہلے ایسا کوئی موقع بھی نہیں آیا، تاریخ نے وہ دن اور وہ حالات دیکھے کہ کانوں کو ان کے سننے کی بھی طاقت نہیں ہے اور انہیں کو بیان کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان تقسیم ہوا اور مسلمان بڑی بڑی جانداریں اور مکانات چھوڑ کر ہجرت کر رہے تھے، قیمتی جانداریں کوڑیوں میں بیچ بیچ کر پاکستان جا رہے تھے تو دوسری طرف بڑی بڑی ٹرینوں میں اور نہر، ندیوں کے اوپر اور ہر جگہ ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جا رہا تھا، شہید کیا جا رہا تھا، یہ تو اسلامی ملک پاکستان میں قیام کا خواب دیکھ کر ہندوستان چھوڑ چھوڑ کر جا رہے تھے؛ لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تغیر ہونے سے پہلے ہی ان کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا تھا، مسلمانوں کا بے تحاشہ قتل عام ہوا، جگہ جگہ ان کی بستیاں جلانی گئیں۔

## ہندوستانی علمائے حق کا جرأت مندانہ اقدام

ایسے پُرآشوب حالات میں ہندوستان میں باقی بچے مسلمانوں کا کیا ہو گا؟ اسلام کا کیا ہو گا؟ ہمارے ان مدارس کا کیا ہو گا؟ ہمارے ان حضراتِ اکابر نے اس وقت ایسا جرأت مندانہ اور حق پسندانہ اقدام کیا کہ تاریخ اس کو بھی بھولا نہیں سکتی اور حقیقت میں ایسا جرأت مندانہ اقدام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان حضرات اور مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت تھی کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں ان حالات کے اندر بھی ہندوستان میں رہنا ہے، مدارس، مساجد، خانقاہوں اور دعوت و تبلیغ کی حفاظت کرنی ہے، اسلام کی حفاظت کرنی ہے، مسلمانوں کو <sup>لطفی</sup> دینا ہے۔

یہ کیسے خطرناک حالات تھے؟ ذرا اندازہ لگائیے کہ جب ٹرینوں کی ٹرینیں بھر کر مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہوا اور ہر ہنسی میں ہندو زبردستی مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہوں، شہید کر رہے ہوں، ایسے وقت میں مسلمانوں کے اندر خوف وہر اس کا کیا عالم ہو گا؟ ہمارے یہ حضراتِ اکابر: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ، حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوریؒ، شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنیؒ یہ حضرات ایک جگہ جمع ہوتے، آپس میں مشورہ کیا کہ ان ناساز گار حالات کے اندر کیا کرنا ہے۔

## حضرت رائے پوریؒ کی پاکستان منتقل ہونے کی خواہش

### اور حضرت مدنیؒ کا عجیب مستانہ جواب

خود حضرت (مولانا عبد القادر صاحب) رائے پوریؒ جیسی شخصیت جو کوہ وقار ہیں، ان کے قدم بھی اس وقت ڈگھا رہے ہیں اور وہ بھی حالات کے اعتبار سے مجبور ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اس وقت بڑے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے متعلقین تھے، وہ زیادہ تر پنجاب کے رہنے والے تھے اور پنجاب کا اکثر حصہ پاکستان میں چلا گیا اور حضرتؒ کے جتنے متعلقین تھے، گویا وہ سب بھی پاکستان منتقل ہو گئے تھے اور وہاں سے ان لوگوں کا اصرار ہے کہ میں وہاں منتقل ہو جاؤں اور ضرورت ظاہر کی بھی ہے کہ وہاں کوئی ”اللہ، اللہ“ کرنے والا بھی نہیں اور ان تمام متعلقین کی بہت افزائی بھی ہو گی کہ ان کے سر پر باقاعدہ رکھنے والا کوئی نہیں ہے، یہ بتیں حضرت رائے پوریؒ نے پوریؒ نے بیان فرمائیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدینیؒ کو جلال آگیا اور فرمایا کہ میرا تو وطن بھی مدینہ ہے، وہاں میرے بھائی بھی ہیں، جھنچے بھی ہیں، ان کا اصرار بھی ہے کہ میں مدینے منتقل ہو جاؤں؛ لیکن ہندوستانی مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑ کر میں جانہیں سکتا، ایسی حالت میں مسلمانوں کو میں چھوڑ کر جاؤں، اس کو میرا خصیمیر گوارا نہیں کرتا اور جو آدمی اپنے دین و ایمان اور اپنی جان و مال کو ہندوستانی مسلمانوں کے اوپر قربان کر سکتا ہو، وہ یہاں رہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ شوق سے چلا جائے۔

### حضراتِ اکابرِ ثلاثہ کا ہندوستان میں رہنے کا عزم

حضرت مدینیؒ کا یہ فرمانا ایسا فرمانا تھا کہ سب کے اوپر سکتہ طاری ہو گیا، شیخ المشائخ حضرت اقدس حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدینیؒ نے فوراً عرض کیا کہ حضرت! میں تو آپ کے ساتھ ہوں، میں تو حضرت کے ساتھ ہوں، کی مرتبہ حضرت نے یہ حملہ دھرا یا، حضرت مدینیؒ کا چھرہ خوشی کی وجہ سے دمک اٹھا، حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ میرا منکورہ باتیں عرض کرنا کوئی فیصلہ نہیں تھا؛ بلکہ ایک مشورے کے طور پر تھا جو میں نے عرض کیا اور میرا جانانہ جانا آپ حضرات کے مشورے کے اوپر موقوف ہے اور آپ حضرات کی یہ رائے ہے تو میرا بھی یہی فیصلہ ہے کہ میں بھی یہی رہوں گا۔

چنان چہ ان اکابرِ ثلاثہ نے یہ فیصلہ کیا، ادھر مرکزِ تبلیغ کے اکابر نے بھی یہی فیصلہ کیا؛ کیوں کہ ان کے سر پرست بھی یہی حضرات تھے۔ الغرض! ان بھی حضراتِ اکابر نے یہ فیصلہ کیا کہ یہاں کے حالات کیسے ہی ہوں، ہمیں یہی رہنا ہے۔

آپ اندازہ لگایئے کہ ایسے حالات کے اندر ہندوستان میں مسلمانوں کا قیام، مدارس، مساجد اور ہندوستانی مسلمانوں کی حفاظت کوئی آسان کام نہیں تھا اور عمومی دل گردے والوں کا بھی یہ کام نہیں تھا، ایسے حالات میں ان حضرات نے یہ فیصلہ کیا۔

چنان چہ اس کی شہرت ہندوستان بھر میں ہو گئی اور اس سے مسلمانوں کو کافی تقویت حاصل ہوئی، ڈھارس بندھی، جوسامان باندھ چکے تھے، انہوں نے اپنے سامان کھول دیئے، دروازے بند کر چکے تھے، وہ دروازے کھول کر بیٹھ گئے اور سکون حاصل ہو گیا۔

### شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے ہندوستانی مسلمانوں پر احسانات

اُدھر حضرت (مولانا عبد القادر صاحب) راتے پوریؒ نے اپنے مریدین کو خطوط لکھنے شروع کر دیے، حضرت اقدس حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنیؒ نے اپنے متعلقین اور مریدین کو خطوط لکھنے شروع کیے، اُدھر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے ڈورے شروع کیے اور گاؤں گاؤں، شہر شہر گھومنا شروع کیا، صبح نہیں اور شام نہیں، گھر گھر جاتے، دیہات دیہات جاتے اور مسلمانوں کو تقویت دیتے، ان کی ہمت باندھتے کہ تم خوف کیوں کرتے ہو، تمھیں نہیں رہنا ہے، اپنی طرف سے کوئی اقدام نہ کرو؛ لیکن اگر کوئی تم پر چڑھ کر آئے تو اتنا مارو، اتنا مارو کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ اس طرح جگہ جا کر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے تقریر میں کہیں۔ اس کے نتیجے میں ہندوستانی مسلمانوں کو تقویت ہونا شروع ہوئی اور انہوں نے نے عزم کر لیا کہ اب ان ہی حالات کے اندر یہاں ہندوستان میں رہنا ہے، اس طرح مسلمانوں نے یہاں ہندوستان میں دوبارہ زندگی شروع کی۔

## مسلمانوں میں ارتاد پھیلانے کی شیطانیِ مهم

انگریز جب ہندوستان آئے اور ان کا تسلط اس ملک پر قائم ہو گیا تو انہوں نے ہندوستان بھر میں عیسائیت پھیلانے کی ٹھان لی تو دوسرے طرف ہندوؤں نے یہ طے کر لیا کہ جو مسلمان یہاں ہیں، ان سب کو ہندو بنا لیا جائے، اس کے نتیجے میں مناظروں کا بازار گرم ہوا، پنڈت میدان میں نکلے، ان پنڈتوں نے جگہ جگہ مناظرے شروع کیے اور غریب اور کمزور مسلمانوں کو ہندو بننے کی طرف رغبت دلاتی، ادھر عیسائیوں نے اپنا پورا منہ کھول دیا اور اپنے پادریوں کو ہندوستان بھر کے اندر پھیلا دیا اور بڑے بڑے پادری ہندوستان بھر میں پھیل گئے؛ تاکہ یہاں کے مسلمان کو اسلام سے پھیر دیا جائے کہ یہ وہ نازک وقت ہے کہ مسلمانوں کو آسانی سے ان کے مذہب سے پھیرا جاسکتا ہے؛ چنانچہ انہوں نے بھی مناظرے شروع کر دیے۔

اب کہیں پادریوں کے توکھیں پنڈتوں کے مناظرے ہو رہے ہیں؛ لیکن ہمارے حضرات علمائے دینوبندوالہ اللہ تعالیٰ جزاۓ خیر دے، ان ہی حالات میں جیسے اپنے دوسرے حالات سے نمٹنے کا فیصلہ کیا، ان حضرات کے خلاف بھی مناظروں میں حصہ لینا شروع کیا اور ان کو منہ توڑ جوابات دیے۔ جس جگہ کے بارے میں بھی سنتے کہ کوئی پنڈت یا پادری مناظرے کیے یہ آیا ہے تو حضرت نانو تویؒ اور دوسرے حضرات ٹھیک جاتے، اور ایسے حالات کے اندر ان کا مقابله کیا اور منہ توڑ جوابات دیے، یہاں تک کہ الحمد للہ! مسلمانوں کو ہمت ہوئی، وہ اپنے دین پر مجھے رہے اور یہ پادری اور پنڈت اپنی کوششوں میں ناکام ہوتے۔

اس کے بعد یہ قافلہ برابر آگے بڑھتا رہا تو ان حالات میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارپور، دوسرے مدارس، دعوت و تبلیغ، مرکز اور یہ تبلیغی سلسلہ ان حضرات نے قائم کیا اور ان حضرات نے وہ تقویٰ، بھارت اور پاکیزگی کامظاہرہ کیا کہ اس کی مثال اور نمونے حضرات صحابہؓ کے بعد تاریخ نے شاید نہ دیکھے ہوں، ان حضرات نے وہ قربانیاں پیش کی یہیں کہ آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

### حضرت نانو تویؒ کا بیوی کو زیورات وغیرہ را خدا میں خرچ کرنے کا حکم

یہی حضرت مولانا قاسم صاحب نانو تویؒ یہیں، ان کی شادی ہوئی، بیوی بیاہ کر ان کے گھر آئی، بہت بڑے رینس کی بیٹی تھی، بہت سارا زیور اور جہیز کا سامان لے کر آئی، حضرت نانو تویؒ نے پہلی رات میں بیوی سے ملاقات کی اور بیوی سے مطالبه کیا کہ دیکھ! تو تو ایک رینس کی بیٹی ہے اور میں ایک فقیر آدمی ہوں اور میاں بیوی کے درمیان توافق اور محبت اُسی وقت ہو سکتی ہے، جب کہ دونوں ایک سے ہوں، میرے لیے تو رینس بننا ممکن نہیں، تیرے لیے غریب بننا ممکن ہے؛ اس لیے ایسا کر کہ تیرے پاس جتنا زیور، جہیز کا سامان اور نقدی ہے، یہ سب مجھ کو دے دے۔ اس وفا شعار، دین دار بیوی نے وہ سارا کا سارا زیور اور نقدی وغیرہ نکال کر شوہر کے حوالے کر دیا۔

اس وقت ترکی حکومت زوال پذیری؛ اس کے لیے جگہ جگہ چندے ہو رہے تھے، حضرت نانو تویؒ نے وہ تمام کا تمام زیور اور نقدی وغیرہ میں سے کچھ ترکی خلافت کے استحکام کے لیے چندے کے اندر دے دیا اور کچھ دارالعلوم دیوبند کے قیام میں لگا دیا۔ اس کے بعد حضرت کی الہیہ چند دنوں کے بعد اپنے گھر گئیں تو باپ نے دیکھا

کہ یہ تو بالکل خالی ہے، زیورات کچھ بھی نہیں ہیں، پوچھا کہ بیٹھی! زیورات کا کیا ہوا؟ تو جواب میں بیٹھی نے وہ تمام کا تمام ماجرایاں کیا۔ چوں کہ باپ رئیس تھا؛ اس لیے دوبارہ تمام جھیز وغیرہ کا انتظام کیا اور یہوی دوبارہ حضرت نانو تویؒ کے یہاں تمام زیورات اور جھیز کا سامان لے کر آئی اور حضرت نانو تویؒ سے ملاقات ہوئی تو پہلی شب میں جو سوال تھا اس مرتبہ بھی وہی سوال تھا کہ ہم دونوں میں موافقت کے لیے ضروری ہے کہ ہم دونوں برابر ہوں اور میرے لیے تمہاری برابری ممکن نہیں ہے کہ میں تمہاری طرح رئیس بن جاؤں، ہاں! تمہارے لیے آسان ہے کہ تم یہ سب چندے میں دے کر میری طرح فقیر بن جاؤ۔

چنان چہ یہوی نے پہلے کی طرح تمام کا تمام زیور زکال کر شوہر کے حوالے کر دیا اور اس مرتبہ بھی حضرت نانو تویؒ نے اس میں سے کچھ ترکی غلافت کے اختکام کے لیے جمع کیے جانے والے چندے میں لگایا اور کچھ دارالعلوم دیوبند کے قیام میں لگایا اور اس طرح دوبارہ دونوں فقیر بن کر رہ گئے۔

## حضرت نانو تویؒ کے مکان کی تاریخ

اور جب بیٹھی کے باپ اور حضرت نانو تویؒ کے خسر نے دیکھا تو آپ کا مزاج جان لیا کہ فقر و فاقہ کے مزاج کے حامل ہیں، یہ تو حضرات صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے آدمی ہیں اور یہ تو اپنے پاس ذرہ برابر مال رکھنا بھی گوارا نہیں کر سکیں گے، ان کو تو جتنا بھی دیا جائے، یہ تو حضرت صدیق اکبرؒ کی طرح راہ خدا میں خرچ کرتے رہیں گے۔

حضرت صدیق اکبرؒ نے بھی اپنا تمام مال حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا، یہ بھی ان ہی کے اخلاف ہیں، یہ بھی اپنا تمام مال اسی طرح صدقہ کرتے رہیں گے

اور دین کے کاموں میں لگاتے رہیں گے؛ اس لیے اس کے بعد انھوں نے زیور وغیرہ تو نہیں دیا، البتہ اپنی بیٹی کے لیے مکان بنایا کہ اسے پیچ کر کہیں نہیں جاسکتے اور وہی مکان حضرت ناؤ تویؐ کا رہا، بعد کے لوگ اسی میں رہتے آتے، آپ کے بیٹے حافظ محمد احمد صاحب، پھر حضرت قاری محمد طیب صاحبؐ اور پھر ان کی نسل آج تک اسی مکان میں رہتی آتی ہے۔ قربانی کی یہ تاریخ حضرات صحابہؓ کے بعد کس نے دیکھی ہو گئی کہ اپنا جتنا بھی مال ہے، کل کل لا کر دین کے لیے پیش کر دیا؟ یہ وہ حضرات تھے قربانی دینے والے کہ جس کے نتھے میں مدارسِ دینیہ کا یہ سلسلہ آگے بڑھا اور مسلمانوں کو خوب تقویت ہوئی۔

یہ حضرات اتباعِ سنت کے وہ پہاڑ تھے کہ اتباعِ سنت کے خلاف ذرہ برابر اپنا قدم ہٹانا گوارا نہیں کرتے تھے، سرموہی سنت سے ہٹانا گوارا نہیں تھا۔ ان حضرات نے اس کے نمونے پیش کیے۔

### حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؐ کی بیعت کا واقعہ

خدود حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؐ اتنے اونچے درجے کے بزرگ ہیں، ان کا کیا عالم! حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے حضرت حاجی صاحبؐ کا ہاتھ پکڑ کر ایک بزرگ کے ہاتھ میں دیا، حضرت حاجی صاحبؐ بیدار ہوئے اور سوچا کہ یہ کون بزرگ ہیں کہ جن کے ہاتھ میں میرا ہاتھ حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے دیا ہے اور ان ہی کے ذریعہ سے میری تکمیل ہو گی۔

### حضرت مفتی الہی بخشؒ کی شخصیت کی مختصر تصویر کشی

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؐ حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث

جلال آبادیؒ سے مثنوی شریف کا سبق پڑھتے تھے اور ان سے کچھ حدیث بھی پڑھی اور یہ حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ باقاعدہ شاگرد ہیں حضرت مفتی الہی بنخشؒ کے اور یہ حضرت مفتی الہی بنخشؒ براہ راست شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے اور ایسے شاگرد ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے ان کی فراغت اور علوم کی تکمیل کے بعد اپنے پاس رکھ کر ان کی تکمیل کی، اپنے ساتھ رکھ کر درس اور افشاء کا سلسلہ شروع کرایا؛ تاکہ یہ ہر طرح پختہ ہو جائیں، حضرت مفتی الہی بنخشؒ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں رہ کر درس دیتے ہو توی نویسی کرتے، اس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے ذریعہ ان کی تکمیل ہوتی۔

## مثنوی شریف اور اس کی تکمیل

اور روحانی اعتبار سے ان کا پایہ کتنا بلند ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مثنوی شریف کے خاتم میں، مثنوی شریف جو عشق و محبت کی عجیب اور ایسی کتاب ہے، ہمیشہ ہمارے اکابر اس کو پڑھتے چلے آتے ہیں، اس میں محبت اور معرفت کی آگ بھری ہوئی ہے، جو اس کو پڑھتا ہے، وہ عشق الہی سے اپنے دل کو منور پاتا ہے؛ لیکن حضرت مولانا رومؒ - جن کا یہ الہامی کتاب کا سلسلہ تھا - ایک جگہ جا کر رُک جاتا ہے، جو آمد تھی، وہ ختم ہو گئی، پھر حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ اب میرے بعد ایک شخص آتے گا جو اس کی تکمیل کرے گا، چنانچہ حضرت مولانا رومؒ نے جس جگہ مثنوی شریف کو ادھورا چھوڑا ہے اسی جگہ سے، اسی بحر، اسی قافیہ اور اسی ردیف کے ساتھ حضرت مولانا مفتی الہی بنخشؒ اس کی تکمیل کرتے ہیں، اس طرح حضرت مولانا مفتی الہی بنخشؒ خاتم مثنوی ہوئے۔

## حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ کا مقام

اور مشنوی شریف میں ان کے شاگرد ہیں یہ حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ اور ان کے شاگرد ہیں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر منکیؒ اور حضرت مولانا محمد قلندرؒ خود اس پایے کے بزرگ اور عالم ہیں کہ صاحب حضوری ہیں۔ صاحب حضوری وہ خوش قسمت حضرات ہوتے ہیں کہ جن کو حضرت نبیؐ اکرم ﷺ کی زیارت خواب کے بھائے بیداری ہی میں حاصل ہوتی ہے، حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ رحمۃ اللہ علیہ اس درجے کے بڑے عالم اور بزرگ ہیں۔

## طالبانِ علوم دین پر سختی کا و بال

البتہ ایک مرتبہ ایک طالب علم کو ایک چپت (ٹمانچہ) مار دیا تو وہ سلسلہ موقوف ہو گیا، اس کی وجہ سے بہت بے چین ہو گئے، کثرت سے استغفار کرتے ہیں، بزرگوں کے پاس جاتے ہیں، مشائخ کی خدمت میں جاتے ہیں؛ مگر وہ سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ اسی بے چینی کے اندر انہوں نے مدینہ طیبہ کا سفر فرمایا، وہاں کے بزرگوں سے ملنے کی نہ بتالیا کہ وہاں ایک مجدوبہ عورت رہتی ہے، اس کا بہت اونچا مقام ہے، اس سے آپ اس کا ذکر کریں تو ممکن ہے کہ تمہارا یہ مقصد حاصل ہو۔

چنان چہ اس مجدوبہ سے ملاقات ہوئی اور ان سے انہوں نے اپنی بے چینی کا اظہار کیا، اس نے فوراً کہہ کر سامنے دیکھا! نبیؐ کریم ﷺ سامنے موجود ہیں، اس کا یہ کہنا تھا کہ ان کو نبیؐ کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور پھر وہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ اس درجے

کے بزرگ میں حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ۔ اور یہ اس تاذ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مسکی کے۔ جب حاجی صاحبؒ نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے میراہاتھ پکڑا اور کسی بزرگ کے ہاتھ میں دے دیا تو حاجی صاحبؒ نے اس کا تذکرہ حضرت مولانا محمد قلندر صاحب جلال آبادیؒ سے کیا، انھوں نے حاجی صاحبؒ سے فرمایا کہ میاں حاجی صاحب! ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہو، ذرا لوہاری بھی تو ہو آؤ۔

### حضرت حاجی صاحب میاں نجی نور محمد صاحبؒ کی خدمت میں

چنانچہ اسی وقت یہ لوہاری گئے، میاں نجی نور محمد صاحبؒ اس وقت لوہاری میں رہتے تھے، ایک چھوٹی سی مسجد میں بچوں کو پڑھاتے تھے، کہنے کو تو میاں نجی میں؛ لیکن ان کا مقام کیا ہے! جب ان کے ہوتوں پر نظر پڑی تو حاجی صاحبؒ بیچان گئے کہ یہی وہ بزرگ ہیں، ان کے پیروں میں یہی جو تیار تھیں، جب حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے ان کی زیارت کرائی اور میراہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا، جب اندر گئے تو فوراً پھرہ بیچان لیا اور فوراً قدموں میں گر گئے، میاں نجی نور محمد صاحبؒ نے ان کو اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میاں حاجی صاحب! تم کو اپنے خواب پر بہت اعتماد ہے۔ یہ میاں نجی نور محمد صاحبؒ کی پہلی کرامت تھی جو ظاہر ہوئی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ جن کو شیخ المشائخ بننا ہے، جن کو حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانو تویؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور دوسرے مشائخ کا شیخ بننا ہے، تکمیل کے لیے ان کو ایک میاں نجی

کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہ تو وہ میا نجی؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی مقبولیت اور ان کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ حضرت میا نجی نور محمد صاحبؒ کی چالیس سال تک تکمیر اولی فوت نہیں ہوئی۔

## حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو نماز کے ساتھ لگاؤ

یہی وہ اصل ہے جہاں سے نماز کی پابندی، سنت کا اتباع ہمارے ان تمام اکابر کے اندر آیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو نماز سے کیا تعلق ہو گا؟ ذرا اندازہ لگاؤ، حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے قیامت میں بخش دیا تو میں تو اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ پروردگار! اپنے عرش کے پیچے ایک مصلیٰ کی جگہ دے دے اور میں تو نیت باندھ کر کھڑا ہو جاؤں گا، ذرا اندازہ لگاؤ کہ ان کو نماز سے کیا تعلق ہو گا جو جنت میں جا کر بھی یہ متنا اور خواہش کرے کہ انھیں عرش الہی کے پیچے نماز کی اجازت مل جائے۔

## دعافر ما یئے کے اللہ تعالیٰ بینا اٹھائے

یہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ میں جو ایک خط میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو لکھتے ہیں کہ دعافر ما یئے کے اللہ تعالیٰ بینا یعنی آنکھوں والا کر کے اٹھائے، اب بینا تو میں پھر اس کا سیکھا مطلب ہے؟ تو میں القویں لکھتے ہیں: ”اپنا دیدار کرتا ہوا“ دعافر ما یئے کے اللہ تعالیٰ بینا اٹھائے یعنی ”اپنا دیدار کرتا ہوا“۔

ان کو اللہ تعالیٰ سے کیا تعلق رہا ہوگا؟ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے تعلق ہو گا۔ یہی چیز بعد میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور دوسرے حضرات میں منتقل ہوئی۔

## حضرت میا نجی نور محمد صاحبؒ کے تین عظیم خلفاء

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو میا نجی نور محمد صاحبؒ سے اجازت ہوئی اور پھر مولانا محمد صاحب تھانویؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ کو بھی خلافت ہوئی اور یہی تینوں حضرات میں جنہوں نے تھانہ بھوون میں خانقاہ امدادیہ کو آباد کیا جو بعد میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی خانقاہ بنی اور ان کے علوم وہاں سے نشر ہوتے۔

اس خانقاہ میں یہ تینوں حضرات ایک وقت میں رہتے تھے، ایک ہی شیخ کے خلیفہ ہیں، یہ مثال بھی تاریخ میں مشکل سے ملنے گی کہ اتنے بڑے اکابر اور ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پیار اور محبت سے رہتے ہوں، یہ اقطاب ثلاش سے مشہور ہیں، اپنے وقت کے قطب ہیں اور ان کی خانقاہ کو دکانِ معرفت کہا جاتا ہے، گویا معرفت الہی کی دکان ہے۔ تینوں ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور ایک ہی وقت میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت مشترکہ طور پر کرتے ہیں اور آنے والوں میں سے جس کا جس سے جی پاہتا ہے مرید ہوتا ہے اور ہر کوئی ایک دوسرے سے اس طرح مل جل کر رہتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؐ کے بعد تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ملنے گی اور دنیانے دیکھی ہوگی۔

## اگر تجھے حقہ پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ جا

یہاں تک کہ تینوں آپس میں جمعرات کو جمع ہوتے ہیں، یوں تو آنے والوں کی ضیافت ہوتی رہتی ہے۔ حافظ ضامن شہیدؒ باہر بیٹھے ہوتے ہیں، مہمانوں کے لیے ان بزرگوں کے یہاں حقہ کا انتظام بھی ہوتا تھا، آنے والوں کے لیے حقہ بھی رکھا ہوا ہے، کوئی آنے والا آتا تو حافظ ضامن شہیدؒ فرماتے کہ دیکھو بھائی! اگر تجھے مرید ہونا ہے تو وہ حاجی صاحب

بیٹھے ہیں، ان سے مرید ہو جا اور اگر مسئلہ پوچھنا ہے تو وہ مولانا شیخ محمد صاحب بیٹھے ہیں اور اگر تجھے حقہ پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ جا، کیا تو ارض! کیا عبدیت!

### ان اکابر شلاش کے درمیان جنت نظیر دوستی اور محبت کا ایک نمونہ

اس طرح یہ تینوں حضرات رہتے تھے اور آنے والوں کی مشترک ضیافت کرتے رہتے، جمعرات کے دن جو میٹھائی پیچتی اور سامان نیچ جاتا تو یہ تینوں حضرات بیٹھتے اور اس میں سے کھاتے تھے اور جب تھوڑا سا باقی رہ جاتا تھا، ان میں سے ایک اس کو اٹھا کر بجا گتا اور کہتا کہ بس بھائی! اب میں کسی کو نہیں دینے کا اور دوسرے دونوں ان کے پیچھے پیچھے بجا گتے اور چینا چھپتی کر کے اس کو کھاتے۔

جنت والوں کی مثال اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے ﴿يَتَنَازَ عُونَ فِيهَا كَأَسًا لَّاَلْعُوْ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ﴾ [ایک دوسرے سے چھینا چھپتی کریں گے وہاں ایسے پیا لے میں جس میں نہ کتنا ہے اور نہ کتنا کی باتیں میں] جنتی لوگ محبت میں آپس میں جھگڑیں گے لیکن اس وقت بھی وہاں نہ کوئی لغو کلام اور بے کار باتیں ہوں گی اور نہ کوئی کگناہ ہو گا، بس محبت میں آپس میں چھینا چھپتی کریں گے۔

لیکن یہاں زندوں کے اندر اس طرح کی مثالیں قائم تھیں کہ اس طرح پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور اقطابِ شلاش ہیں، کیا بے نفعی ہے، کیا تو ارض ہے، کیا عبدیت ہے۔

### حضرت گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں

یہیں حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ کی تربیت ہوتی ہے۔ یوں تو حضرت گنگوہیؒ دوسرے مقصد کے لیے آئے تھے، ایک دو دن قیام کا ارادہ تھا؛ لیکن حاجی صاحبؒ

سے بیعت ہو گئے، حاجی صاحب<sup>ؒ</sup> نے پالیس دن مستقل قیام کا حکم فرمایا تو ارادہ کر لیا؛ لیکن یہ بھی سوچا کہ حضرت<sup>ؐ</sup> کے اوپر کھانے کا بارہ نہیں ڈالوں گا، کھانے کا بارہ انعام مناسب نہیں ہے، ان کے اس وسے پر حضرت حاجی صاحب<sup>ؒ</sup> مطلع ہوتے اور فرمایا: میاں رشید احمد! کھانے کی فکرمت بیکھو، ہمارے ساتھ کھائیو۔

جب حضرت نے فرمایا تواب کیا کہہ سکتے ہیں، فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنان چہ حضرت کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔

### حضرت گنگوہیؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ ایک دستِ خوان پر

لیکن ان حضرات کے یہاں امتحان بھی ہوتا ہے۔ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ہیں، حاجی صاحب<sup>ؒ</sup> میں، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ میں، دو پیالے میں، ایک میں کوفتے ہیں، ایک میں معمولی سالن ہے، ادھر حافظ ضامن شہید<sup>ؒ</sup> بکل کرتے ہیں، آپس میں کیا بے تکلفی ہے، کیا محبتیں ہیں! فرماتے ہیں کہ اچھا! پیر مرید کے مزے آرہے ہیں، ساتھ میں بیٹھ کر کھارہ ہے ہیں اور پھر قریب آتے اور دیکھا کہ کیا کھانا ہے۔ ذرا اندازہ لگاؤ کہ کیا محبت ہے! کھانا دیکھ رہے ہیں، دیکھا کہ ایک میں کوفتے ہیں، ایک میں معمولی سالن ہے تو حاجی صاحب سے فرمانے لگے کہ میاں حاجی صاحب! تم نے یہ کوفتے کا پیالہ اپنے قریب رکھ رکھا ہے اور یہ معمولی سالن رشید احمد کے قریب رکھ رکھا ہے، میاں رشید کا ہاتھ ادھر آنے میں ذرا دشواری ہوتی ہے؛ اس لیے ذرا ادھر رکھ لیجیے۔

### حضرت گنگوہیؒ کا امتحان

حاجی صاحبؒ امتحان لینا چاہتے تھے؛ حالاں کہ خود ہی فرماتے ہیں کہ میاں رشید

امحمد! ہمارے ساتھ کھائیو؛ لیکن حاجی صاحب نے منه بنا یا اور سخت ترش رو ہو کر فرمایا کہ جی تو چاہتا تھا کہ چمار چوڑی کی طرح ہاتھ میں روٹی دے دیتا؛ تاکہ ایک طرف بیٹھ کر کھائے، ہمارا احسان ہے کہ ہم اپنے ساتھ کھلارہ ہے یہ اور یہ فرمایا کہ چہرے کے اوپر نظر ڈالی؛ لیکن وہاں تو چہرے کے اوپر کوئی تغیر نہیں تھا بشرط نفس میں جو حُب جاہ ہوتی ہے، وہ تو وہاں پہلے سے ختم تھا، حُب جاہ پہلے سے نہیں تھی، تکبر اور بڑائی کا سلسلہ بالکل نہیں تھا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے تو یقین تھا کہ حضرت جو فرمائے ہیں، وہ سونی صدقج ہے، اس دربار سے سونھی روٹی کا ملنا بھی عظیم نعمت ہے، چہ جائے کہ حضرت مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائیں؛ اس لیے میرے دل میں بھی کوئی اثر نہیں تھا، چہرے پر تو کیا اثر ہوتا۔

### حضرت گنگوہیؒ کو خلافت و اجازت

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ بس! وہ ایک امتحان تھا جو حضرت نے لیا پھر بھی کوئی امتحان نہیں لیا اور فرماتے تھے کہ اسی وجہ سے مجھے کچھ آیا گیا نہیں، کیا تواضع ہے، کیا عبدیت ہے کہ فرماتے تھے کہ اسی وجہ سے مجھے کچھ آیا گیا نہیں۔ چالیس دن وہاں قیام کیا، واپس لوٹے، خلافت سے فوازے گئے اور حضرت کی طرف سے ان کو مجاز بنا کر رخصت کیا گیا۔

### حضرت گنگوہیؒ کی تربیت یافتہ بعض انقلابی شخصیات

حضرت حاجی صاحبؒ کی وہ عاجزی اور وہ بے نفسی جو نہ صرف حضرت حاجی صاحبؒ میں تھی؛ بلکہ ان اقطابِ ثلاثہ میں تھی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اس کا نمونہ بنے۔

حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ اپنے وقت کے زبردست محدث ہیں اور ان کے مقام و سمجھنے کے لیے اندازہ لگائیں کہ کیسے کیسے اکابر اور مشانخ اخنوں نے تیار کیے، ایک طرف حضرت شیخ الہندؒ تیار ہو رہے ہیں، علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ تیار ہو رہے ہیں، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب راپوریؒ تیار ہو رہے ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ تیار ہو رہے ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ تیار ہو رہے ہیں، حضرت مولانا محمد تکمیلی صاحب کاندھلویؒ تیار ہو رہے ہیں، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہار پوریؒ تیار ہو رہے ہیں، ایسے ایسے اکابر تیار ہو رہے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں مستقل وہ انقلاب برپا کیا کہ لوگ ان کی قربانیوں سے آج چیران ہیں۔

تہاہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کی قربانی کو دیکھو کہ اخنوں نے کتنا بڑا کام انجام دیا ہے کہ بڑی سے بڑی حکومتوں اور قوتیں مل کر وہ کام نہیں کر سکتی تھیں جو ایک مردِ خدا نے کر دکھایا اور یہ خود تربیت یافتہ ہیں حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ کے۔

## حضرت گنگوہیؒ کی بے نفسی کا ایک واقعہ

لیکن کیا بے نفسی، کیا تواضع اور کیا عبدیت! درس ہو رہا ہے، باہر صحن میں بارش آگئی، طلبہ اپنی اپنی کتابیں لے کر بھاگے حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ جو اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور اتنے بڑے جلیل القدر محدث ہیں؛ لیکن طلبہ کی جو تیوں کو اپنے رومال میں جمع کرتے ہیں اور سب کی جو تیوں کو اٹھا کر اندر لے جا کر رکھ دیتے ہیں، طلبہ کو اپنی کتابوں کی فکر پڑی ہے اور حضرت گنگوہیؒ ان ہی طلبہ کی جو تیوں کو سمیٹ کر اپنے

رومیں باندھ کر اندر لے جا کر رکھ رہے ہیں۔

آج کوئی اس کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ کوئی اپنے شاگرد کی جوتی اٹھائے؟ آج تو ہمیں اپنا جوتا اٹھانا بھی گوارا نہیں، اپنا جوتا اٹھانے کے لیے بھی اگر کوئی طالب علم نہیں ہے تو کسی کو آواز دے کر بلا تین گے کہ ارے میاں! ادھر آؤ! ہمارا جوتا ادھر لے جا کر رکھو۔ کیا شخصیت تھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی! لکنے بڑے جلیل القدر عالم اور محدث تھے اور کیسی بے نفسی، کیا عبدیت اور کیا تواضع تھی!

## حضرت گنگوہیؒ کو دربارِ رسالت سے افقاء کی سند

اور ادھر ان کا کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے یہاں ان کا کیا مرتبہ ہے؟ حضرت نبیؐ اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں آپؐ کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے منبر شریف پر کھڑا کیا اور خود سامنے کھڑے ہوئے اور حضرت نبیؐ اکرم ﷺ نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے ایک سوالات فرمائے اور حضرت گنگوہیؒ نے قرآنی کے مطابق جوابات دیے۔ اس کے بعد حضرت دو عالم امام الانبیاء ﷺ نے خوش ہو کر افقاء کی سند محبت فرمائی کہ میری طرف سے تم کو فتویٰ دینے کی اجازت ہے۔

## ایک بزرگ کا حضرت گنگوہیؒ کے تلقّہ کے بارے میں عجیب کلام

حضرت میاں شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سہارنپور میں ایک بزرگ تھے، اُمیٰ تھے؛ لیکن ان کے کشف و مراقبے کا عالم یہ تھا کہ کشف کے ذریعہ سے تمام مریدین کے حالات معلوم کرتے تھے اور حالات معلوم کرنے کے صحیح کوسب کو خلوط لکھواتے تھے کہ میرا چاند! ایسا نہیں کیا

کرتے۔ ”میرا چاند“، ان کا تکمیر کلام تھا۔

ان کے کشف کا یہ عالم تھا کہ کسی نے آکر خبر دی کہ حضرت! یہ جادو کی ہندی یا جاری ہی تو فرمایا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر انگلی سے اشارہ کر دیں کہ یہاں اتر جاؤ یہیں اتر آئے، یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ ہندی یا فراؤ میں اتر گئی اور اگر اشارہ کر دے کہ جہاں سے آئی ہے وہیں واپس چلی جائے تو یہ بھی واپس چلی جائے، انگلی سے یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ فراؤ میں سے واپس ہو گئی۔

اس طرح کے صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، ان سے کسی نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے فتوے کے بارے میں پوچھا تو فرمानے لگے کہ مولانا رشید احمد کے فتوے کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہو؟ ان کا قلم تو عرشِ الٰہی کو دیکھ کر چلتا ہے اور ان کے فتوے کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہو؟

### ایک اور بزرگ کا حضرت گنگوہیؒ کی نقاہت پر عجیب تبصرہ

ساینیں تو کل شاہ مخدوب پانی پتیؒ بہت اوپنے درجے کے بزرگ تھے، وہ بھی اُمی تھے؛ لیکن ان کے کشف و کرامات کے واقعات بھی عجیب ہیں، ان سے جا کر کسی نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے فتوے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ مولانا رشید احمد کے فتوے کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہو؟ میں ان کو مجلسِ نبوی ﷺ میں مسندِ افقاء پر فائز دیکھتا ہوں!

### ۲۲ بررس کے بعد آج میری تکمیر اولی فوت ہو گئی

یہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ میں اور اتباعِ سنت کے بارے میں ان

کایہ حال ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک اجلاس کے موقع پر مصافخوں میں ذرا دیر ہو گئی، نماز کا وقت ہو گیا، جب نماز کے لیے آئے ہیں تو تکمیر اولی فوت ہو گئی، امام نیت باندھ چکا ہے، نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرے کے اوپر اضمحلال ہے، رنج و غم کا اثر ہے، کسی خادم نے پوچھا کہ حضرت! کیا حادثہ پیش آگیا کہ آپ یوں اُداس بلٹھے ہیں؟ تو فرمایا کہ بعد آج میری تکمیر اولی فوت ہو گئی۔

### حضرات صحابۃ کرامؓ کا قافلہ جارہا تھا، یہ ذرا پچھے رہ گئے

یہ تھے ہمارے حضرات اکابر جو حضرات صحابۃ کرامؓ کے یقیناً نمونہ تھے، تاریخ میں ایسے حضرات کی مثالیں مشکل سے ملیں گی، ہمارے حضرات اکابرؓ کیا حضرات صحابۃ کرامؓ کے نمونے ہیں اور جس نے کہا، بالکل صحیح کہا، حضرت مولانا شاہ عطاء اللہ صاحب بخاریؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے بارے میں فرمایا اور کیا خوب فرمایا، پوری تاریخ ایک جملے کے اندر بیان کر دی، فرمایا: حضرات صحابۃ کرامؓ کا قافلہ جارہا تھا، یہ ذرا پچھے رہ گئے۔

اور یہ بات اکابر علمائے دیوبند میں سے ہر ایک پر صادق آتی ہے، صحابۃ کرامؓ تو نہیں تھے؛ لیکن ان کے طرز اور نقشِ قدم پر تھے اور ان کے نقشِ قدم سے ذرہ برابر بھی ہٹنا ان حضرات کو گوارا نہیں تھا، انہوں نے اپنے لیے وہ شاہراہ اختیار کی تھی جو حضرات صحابۃؓ کا عمل تھا اور اس پر مر منٹے اور کر دکھایا کہ حضرات صحابۃؓ کے نقشِ قدم پر کس طریقے سے عمل کیا جا سکتا ہے۔

## علامہ شمیری کے بارے میں علامہ اقبال کا نظریہ

حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال صاحب نے حضرت علامہ انور شاہ صاحب شمیری کے بارے میں فرمایا کہ اخیر کی پارصدیاں انور شاہ شمیری کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ بیان کی جائے تو ہر ایک کے لیے مستقل وقت درکار ہے۔

## حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری کے بعض مناقب

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری جو حضرت گنگوہی کے شاگرد رشید، مرید اور خلیفہ ہیں، جو صاحب بذل الجمہود ہیں، ابو داؤد شریف کی ایسی شرح لکھی ہے جو متقدی میں کی شرحوں کی بالکل نمونہ ہے اور کیسے کیسے افراد انہوں نے تیار کیے ہیں، تخفیح الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی ہی کو دیکھ لجھیے جوان کے تربیت یافتہ ہیں۔

## حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی کے بعض مناقب

یہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری حج کے لیے جاتے ہیں، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھالوی جو کہ صاحب اعلاءِ اسنن ہیں اور حکیم الامم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بھانجے بھی ہوتے ہیں اور حضرت تھانوی کے خلیفہ بھی ہوتے ہیں اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے بھی خلیفہ ہیں، ان کے عالی مرتبے کو بیان کرنے کے لیے اعلاءِ اسنن کو ذکر کرنا ہی کافی ہے جوان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

## یہ حرم میں کون آگیا کہ پورا حرم روشن ہو گیا

یہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی حضرت مولانا محب الدین صاحب کے

برا برمیں بیٹھے ہوئے میں اور یہ حضرت مولانا محب الدین صاحبؒ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکنؒ کے خاص خلیفہ میں، حضرت مولانا محب الدین صاحبؒ صفائی طرف بیٹھے ہوئے درود شریف کی کتاب ”دلال الخیرات“ پڑھ رہے ہیں، نظر جھکی ہوتی ہے، ذرا نظر اٹھائی اور فرمانے لگے کہ میاں ظفر احمد! یہ حرم میں کون آگیا کہ پورا حرم روشن ہو گیا اور پھر فوراً اس کتاب کے مطالعے میں مشغول ہو گئے۔

اُس وقت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ طواف میں مشغول تھے، طواف سے فارغ ہو کر ادھر کو گزرے جہاں یہ حضرات بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے مصافحہ کیا، یہ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں بھی تو کہوں کہ حرم میں کون آگیا، میں بھی تو کہوں کہ حرم میں کون آگیا۔

## مولوی خلیل احمد تو نور ہی نور ہے

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ توسمی کے لیے آگے بڑھ گئے اور یہ حضرت مولانا محب الدین صاحبؒ فرمانے لگے کہ مولوی ظفر! مولوی خلیل احمد تو نور ہی نور ہے، ان کے اندر نور کے سوا کچھ نہیں اور جس وقت یہ بیت اللہ کی طرف نظر کر کے، اس کی طرف متوجہ ہو کر مراقب ہو کر بیٹھتے ہیں تو ان کے قلب پر وہ انوار کی بارش ہوتی ہے کہ میں دو پھر کے وقت سورج کو دیکھ سکتا ہوں؛ لیکن ان انوار کو نہیں دیکھ سکتا جو انوار کی بارش ان کے قلب پر ہوتی ہے اور میں نے سنا ہے کہ مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ قلب الارشاد تھے؛ لیکن ان حضرات کو دیکھ کر یقین آگیا کہ واقعی قلب الارشاد تھے، تبھی تو ایسے ایسے حضرات تیار کر گئے، یقیناً وہ قلب الارشاد تھے۔

## حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی فاقہ مستقی

یہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ میں جن کا مقام تو ایسا عالی ہے؛ لیکن گھر کے اندر فقر و فاقہ ہے۔

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے ان کے خادم سے جا کر کہا کہ آج مطین کاسالن ذرا معمولی ہے، تم حضرت کے گھر کے سالن میں سے تھوڑا مجھے دے دو، مطین کاسالن کھایا یا نہیں جاتا، خادم نے کہا کہ حضرت کے یہاں آج سالن نہیں ہے، اس نے اصرار کیا کہ گھر میں نہیں ہے تو حضرت کے سالن ہی میں سے تھوڑا دے دو، طالب علم سمجھ رہا ہے کہ اتنا بڑا شیخ المشائخ! حضرت کے یہاں تو کئی سالن ہوتے ہوں گے؟ اس لیے کہا کہ حضرت کے سالن میں سے دے دو، جب اس نے اصرار کیا تو خادم کو بتانا پڑا کہ حضرت کے یہاں آج کوئی سالن نہیں ہے اور حضرت کا الگ سے بھی کوئی سالن نہیں ہے، حضرت کے یہاں آج فاقہ ہے، یہ سن کر طالب علم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں بازار سے کھانا لے کر آپ کو دیتا ہوں، وہ حضرت کو کھلائیتے، خادم نے پیر پکڑ لیے اور کہنے لگا کہ خدا کے لیے ایامت کرو اور کسی سے ظاہر بھی مت کرنا، ورنہ میرے اوپر قیامت آجائے گی کہ گھر کا راز کیوں ظاہر کیا؟۔

## حضرت سہارنپوریؒ کامل اوقاف میں حد درجہ احتیاط

مدرسے کے پیسوں اور مال میں احتیاط کا کیا عالم تھا؟ یہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ قالین کے اوپر بیٹھ کر درسِ حدیث دے رہے ہیں، حضرتؒ کے

گھر کا کوئی آدمی کسی کام میں مشورہ کی غرض سے آیا کہ حضرت! ذرا مشورہ کرنا ہے، حضرت فوراً قالین سے اٹھ کر ایک طرف کو آگئے، اس نے کہا کہ حضرت! بس ایک منٹ کی بات ہے، میں بیٹھے بیٹھے جواب دے دیں؛ لیکن حضرت وہاں سے اٹھ گئے اور دوسرے معمولی فرش کے اوپر بیٹھ گئے اور اس کی بات سن کر اس کو مشورہ دیا، اس نے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت! مجھے تو ذرا سی بات پوچھنی تھی، وہیں آپ نے کیوں جواب نہیں دے دیا؟ تو کیا جواب دیا؟ کیا تھے یہ حضرات! فرمایا کہ یقالین مدرسے نے ہم کو حدیث پڑھانے کے لیے دیا ہے، اپنے دوستوں سے باتیں کرنے کے لیے نہیں دیا؛ اس لیے ذرا مشورہ دینے کے لیے بھی اس قالین سے اٹھ کھڑے ہوتے اور ایک طرف بیٹھ کر پھر جواب دیا۔

### مدرسے کی زائد آگ پر سالن گرم کرنے پر پیسہ جمع کرانا

حضرت مولانا یحییٰ صاحب کانڈھلوی "ممولی سالن پر اکتفا کرتے تھے، مدرسے سے تن خواہ بھی نہیں لیتے تھے، البتہ مدرسے کے مطبخ کے چولے میں جو کوئلے زائد ہوتے ہیں اور بچ جاتے ہیں، ان کے اوپر اپنا سالن رکھ کر بھی بھی اسے گرم کرالیتے، اس میں مدرسے کا کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا تھا؛ لیکن مہینہ پورا ہونے پر کچھ پیسے مدرسے میں جمع فرماتے تھے کہ میں نے مدرسے کے کوئلوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ کیا یہ حضرات تھے! دنیا کے سامنے اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو کیا نمونہ بنایا کبھیجا تھا۔

### حضرت شیخ "کا عجیب استغناء"

ان ہی کے بیٹھے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کانڈھلوی مہاجر

مدنی شروع میں معمولی تن خواہ کو آپ نے منظور کیا؛ لیکن بعد میں وہ تن خواہیں بھی مدرسے کو واپس کیں اور پھر اخیر میں کوئی تن خواہ نہیں لیتے تھے اور کسی پابندی کے ساتھ درس دیتے تھے اور کتنی خدمات پابندی کے ساتھ انجام دیتے تھے کہ آج کوئی ایسی پابندی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

جب کہ بڑی بڑی تن خواہوں کی پیشکشیں ہو رہی تھیں اور لوگ سینکڑوں کی تنخواہوں کے اوپر اپنے یہاں خدمت کے لیے بلا رہے تھے اور آپ کو بڑے بڑے لائچ دے رہے تھے؛ لیکن ان کا جواب تھا تو بس ایک ہی جواب تھا: ہم کو جینا ہی نہیں بندہ احسان ہو کر

کہ مجھے کسی کا غلام اور بندہ بن کر جینا ہی نہیں، یہ جواب ہوتا تھا اور اسی فضروف فاقہ کے اندر یہ حضرات خوش ہیں۔

## حضرت شیخ "کامکان"

اور جس نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کو دیکھا ہے، یہاں بھی حضرتؒ کے بہت سے جاننے والے ہوں گے، ان کا اپنا جومکان تھا جس میں انہوں نے پوری زندگی گزاری، جہاں وہ خود رہتے تھے، تین دیواریں وہ بھی ان کی اپنی ملکیت نہیں تھیں، پچھے کی دیوار دوسرے کی، دائیں طرف کی دیوار بھی دوسرے کی، تیسرا طرف دیوار، وہ بھی دوسرے کی، اس کے اوپر کڑی کڑی ڈلی ہوتی ہے اور سامنے پردہ پڑا ہے، ویہ چار پانی ہے اور اسی کے اوپر اس قطب الاقطاب اور وقت کے شیخ المنشائخ نے پوری زندگی گزاری ہے اور یہیں اپنے وقت کے بڑے بڑے اقطاب

آر ہے ہیں، اکابر تبلیغ بھی آر ہے ہیں، اکابر ندوہ بھی آر ہے ہیں، اکابر دارالعلوم دیوبند بھی آر ہے ہیں اور وہی عشق و محبت تھی، اسی جگہ پر تبلیغ ہوتے سب کام کر رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ مکان بھی ان کی اپنی ملکیت نہیں ہے۔ دنیا سے کیسی بے رغبتی اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو عطا فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ عالیٰ پر ان حضرات کو کیا یقین عطا فرمایا تھا! اور ان تمام حضرات اکابر کا یہی حال تھا۔

آپس میں محبت کی جو مثالیں ان حضرات نے قائم کی ہیں، وہ تو بس سمجھیے کہ گویا اپنے اوپر ختم کر کے چلے گئے، وہ تواضع و عبدیت، آپس کی وہ محبتیں اور لفظتیں کہ کیا کہنے۔

## حضرت مدنیؒ اور حضرت مولانا محمد الیاسؒ کا آپسی احترام

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ہر ایک دوسرے کے ساتھ احترام سے پیش آتے اور احترام کا کیا عالم تھا؟ اتفاق سے ایک جگہ تبلیغ کا جماعت بھی طے ہو گیا اور وہیں اسی بستی کے اندر جمیعیۃ علماء کا جماعت بھی طے ہو گیا اور ان اکابر میں سے کسی کو اس کی اطلاع نہیں ہے کہ یہاں دوسرा جماعت بھی ہو رہا ہے، حضرت مدنیؒ کو اطلاع نہیں کہ یہاں پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا جماعت ہو رہا ہے اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو اطلاع نہیں کہ یہاں پر حضرت مدنیؒ اور جمیعیۃ علماء کا آج اجلاس ہو رہا ہے، دونوں اپنے اپنے وقت کے اوپر پہنچتے ہیں، جمیعیۃ علماء کے اجلاس میں حضرت مدنیؒ تشریف لے گئے، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اپنے تبلیغی جماعت میں تشریف لے گئے، حضرت مدنیؒ جب اپنے اجلاس میں

پہنچ اور معلوم ہوا کہ آج یہاں تبلیغی اجتماع ہو رہا ہے تو سوچا کہ بھائی! تم نے بڑی غلطی کر دی کہ آج تم نے یہاں اپنا اجلاس بلا یا، چنانچہ اجلاس موقوف کر دیا اور حکم دیا کہ پورا جماعت تبلیغی اجتماع میں شرکت کرے اور خود بھی شرکت کے لیے چل دیے۔

### **أُولَئِكَ أَبَانَىٰ، فَجَنِّي بِمَثْلِهِمْ**

اُدھر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ جب اجتماع گاہ میں پہنچا اور ان کو کسی نے بتایا کہ آج حضرت مدنیؒ کا بھی جلسہ ہو رہا ہے تو اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہم نے غلطی کی؛ چنانچہ آپ نے بھی اجتماع کو موقوف کرنے کا اعلان فرمایا اور سب حضرت مدنیؒ کی تقریر سننے کے لیے چلے، نہ ہاں اجتماع ہو سکا، نہ یہاں اجلاس ہو سکا؛ لیکن دونوں نے آپس میں اعتماد، تعلق اور محبت کا نمونہ چھوڑ دیا اور مثالیں قائم کر دیں کہ ان اکابر کے آپس کے تعلقات کس طرح کے تھے اور کس طرح کی محبتیں تھیں، اس کا نمونہ دنیا کے لیے چھوڑ لگئے کہ کام کرنے والے آپس میں کس طرح محبت اور الفت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔

### **حضرت حکیم الامتؒ؛ ایک باکمال شخصیت**

یہی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ اور حکیم الامت، اشرف العلماء حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ دونوں اپنے وقت کے کتنے بڑے عالم اور دونوں کا کیا مقام ہے؟ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کو سمجھنے کے لیے بھی ہمارے پاس وہ عقل نہیں کہ ہم ان کو سمجھ سکیں، امت کو پورا کتب خانہ حوالے کر دیا، اس مردِ قلندر نے ایک معمولی جگہ بیٹھ کر ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آج ان کی

کتابوں کی تشریفات کے لیے بڑی بڑی جماعتیں لگی ہوئی ہیں، اس کے لیے کتب خانے اور انگمنیں قائم ہیں اور ان کو جمع کرنے کا سلسلہ برابر جاری ہے، اندازہ لگائیے کہ تنہ ایک شخص ہیں اور اتنا بڑا کام انجام دے کر گئے۔

## حضرت حکیم الامت اور حضرت مدنیؒ کا آپسی تعلق اور محبت

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ جن کا تھوڑا ساتھ کہ آپ انھیں سن چکے ہیں۔ دونوں میں رائے کا اختلاف ہے کہ ایک لیگ کے حامی ہیں اور دوسرے کا انگریزیں کے حامی ہیں، یہ دونوں جماعتیں اس وقت آپس میں بڑے زوروں کے اوپر ہیں؛ لیکن ان دونوں حضرات میں اس وقت کیسا تعلق ہے، درمیان میں آگ لگانے والے آگ لگانے کی کوشش بھی کرتے ہیں؛ لیکن یہی شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ جب موقع ہوتا ہے تو بذاتِ خود تھانہ بھوں بلا جھجھک حاضری بھی دیتے ہیں۔

ایک دفعہ حاضر ہوتے، اس وقت خانقاہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا، اپنا بسترسر کے اوپر ہے، خانقاہ کا دروازہ نہیں کھلا تو بستر لے کر حضرت تھانویؒ کے مکان پر پہنچنے تو وہاں بھی دروازہ بند ہو چکا تھا، دروازہ کھلوانا بھی بے ادبی سمجھا۔

اندازہ لگائیے! شیخ الاسلام ہیں، اتنا بڑا حلیلِ القدر محدث ہے، رسولِ اکرم ﷺ کا نواسہ ہے، کتنا اونچا مقام ہے، اپنے وقت کا سیدزادہ اور شیخ الاسلام اپنا بستراٹھا تھا ہوئے ہیں، خانقاہ سے حضرت تھانویؒ کے مکان پر جاتے ہیں، وہاں بھی دروازہ بند ہے اور دروازہ کھٹکھٹانا اور کھلوانا بے ادبی سمجھتے ہیں اور دروازے پر بستر پھما کرو ہیں سو جاتے ہیں،

نماز سے پہلے تہجد کے وقت حضرت تھانویؒ اٹھتے ہیں اور حضرت شیخ الاسلامؒ کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ آپ کہاں؟ تو فرمایا کہ آپ کا قانون کسی غریب کو خانقاہ میں ٹھہر نے کی کہاں اجازت دیتا ہے۔ یہ محبت بھرا جملہ تھا اور پھر بتایا کہ رات ایسا ایسا ہوا تھا۔

## خانقاہِ امدادیہ میں حضرت مدنیؒ کی نماز میں امامت

حضرت تھانویؒ ان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں اپنی خانقاہ میں لاتے ہیں، نماز کا وقت ہے، نماز کے لیے اصرار فرماتے ہیں کہ آج امامت آپ کریں گے، حضرت شیخ الاسلامؒ ان کا رکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو ناگوار گذرے تو حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جسے ناگوار گذرے، وہ اپنی نماز کہیں اور جا کر پڑھ لے، نماز تو آپ ہی پڑھائیں گے، جمعہ کادن تھا، سنت کے مطابق نماز پڑھائی، پہلی رکعت میں سورہ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ دہر پڑھی، وہاں سجدہ کرنے میں بعض لوگوں کو کچھ سہو ہو گیا اور نماز کے بعد چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ نماز ہوتی یا نہیں؟ کسی نے جا کر حضرت تھانویؒ سے اعتراض کے طور پر فرمایا تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ کیا خبر ہے کہ اس نماز کی برکت سے ہماری زندگی بھر کی نماز میں قبول ہو جائیں۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کا احترام تھا۔

## حضرت مولانا عبدالمadj صاحب دریابادیؒ کی بیعت کا واقعہ

حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ندویؒ اپنے وقت کا اتنا بڑا ادیب اور ادب کا ماہر، وہ آکر کے حضرت مدنیؒ سے بیعت کی درخواست کرتے ہیں، ان حضرات کی بے نقشی اور عبادیت کا حال دیکھیے کہ یہ حضرات کیا تھے، حضرت مدنیؒ حضرت مولانا

عبدالماجد صاحب دریا بادیؒ سے فرماتے ہیں کہ حضرت تھانویؒ سے بیعت ہو جاؤ اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ تو آپ سے بیعت ہونا ہے تو فرمایا کہ نہیں! حضرت تھانویؒ ہمارے اکابر ہیں اور وہ میرے بھی بڑے ہیں، چلو! میں لے کر چلتا ہوں اور تھیں بیعت کرائے لاتا ہوں۔ ذرا اندازہ تو لاگا و ان حضرات کی عبادیت اور بے نفسی کا کہا تین بڑے مرید اور اتنے بڑے زبردست عالم کو جو حضرتؒ کی طرف آ رہا ہے،ندوے سے آ رہا ہے، خود شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ انھیں لے کر تھانہ بھون حاضر ہوتے ہیں اور حضرت حضرت تھانویؒ سے کہتے ہیں کہ حضرت! آپ ان کو بیعت فرمائیجیے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اچھا! ایسا کرو کہ کام تقسیم کر لیں یا تو آپ سے بیعت ہو جائیں اور مجھ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیں، یا مجھ سے بیعت ہو جائیں اور آپ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیں؛ تاکہ دونوں سے ان کا تعلق ہو جائے۔

اخیر میں فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت مدنیؒ بیعت فرمائیں اور اصلاحی تعلق حضرت تھانویؒ قائم کر لیں؛ چنان چہ ایسا ہی ہوا، حضرت مدنیؒ نے بیعت کیا اور اصلاحی تعلق حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے قائم کیا۔

کیا دنیا میں ایسی بے نفسی کی مثالیں مل سکتی ہیں؟ اس طرح کی عبادیت اور تواضع کی مثالیں مل سکتی ہیں؟ حالانکہ رائے کا انتباہ اخلاف ہے۔

**حضرت تھانویؒ کی شان میں برائی کرنے پر حضرت مدنیؒ کا طریقہ عمل**  
گنگوہ میں جمعیۃ علماء کا اجلاس ہوا اور اس میں کسی نے حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی شان میں کچھ نازیا کلمات کہہ دیے، بعد میں حضرت

مدنیؒ نے صدارتی تقریر فرمائی، یہ پوری صدارتی تقریر حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مناقب پر مشتمل تھی، پوری تقریر میں حضرت تھانویؒ کے محاسن اور مناقب بیان فرمائے، اس پوری تقریر میں جمعیۃ کا کہیں نام نہیں تھا۔

**حضرت مدنیؒ کی شان میں برائی کرنے پر حضرت تھانویؒ کا ردِ عمل**

کسی نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے بارے میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے کہا کہ حضرت! وہ تو سیاسی جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہندوؤں کے ساتھ ملتے ہیں۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے کیا جواب دیا! فرمایا: بس اتنا ہی معلوم ہے کہ سیاسی جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہندوؤں سے بھی ملتے ہیں؟ یہ معلوم نہیں کہ رات کو بارہ بارہ بجے تک بخاری شریف بھی پڑھاتے ہیں۔

سیاسی اختلاف کے باوجود ان حضرات کا آپس کا یہ سلوک اور تعلق تھا، جو راستے کے سخت مخالف؛ یہ لیکن ایک دوسرے کا یہ احترام تھا۔

### مجھ سے مجت کرتے ہو اور میرے اکابر کو برا کہتے ہو!

ایک شخص حضرت مدنیؒ کے یہاں آتا ہے اور وہ اپنے یہاں مدرسے کے جلسے کے لیے حضرت سے تاریخ لینا پاہتا ہے: بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جن سے کام نکالنا ہو، ان کے سامنے ان کے مخالف کی برائی کی جاتی ہے، چنانچہ اس نے حضرت تھانویؒ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات زبان سے نکالے، وہ تو سمجھتا تھا کہ اس پر ہماری پذیرائی ہو گی کہ ہم ان کے مخالف ہیں۔ حضرت مدنیؒ کو اتنا جلال آیا کہ شاید زندگی بھر کبھی اتنا جلال نہ

آیا ہوا اور فرمانے لگے کہ مجھ سے محبت کرتے ہو اور میرے اکابر کو برا کہتے ہو! اور فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ اور خانقاہ سے نکل جاؤ، تمھیں یہاں قیام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے جنخوں نے زندگی بھر بھی کسی کو اپنی خانقاہ سے نہ نکالا ہو؛ لیکن اپنے سیاسی حریف اور رائے کے مقابلے کے بارے میں جب کوئی ذرہ برا بر ناز یا کلمات کہتا ہے تو یہ سننا گوارا نہیں کرتے اور اپنے یہاں ٹھہرانا بھی گوارا نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری خانقاہ سے نکل جاؤ۔

ایک دوسرے کا یہ احترام ہے، دنیا میں ایسی مثالیں صحابہؐ کے بعد کسی نے کم ہی دیکھی ہوں گی، یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ نہیں دیکھیں؛ لیکن یہ بے لنفسی، تواضع اور عبدیت کم ہی دیکھنے قومتی ہے۔

اور ان تمام اکابر کا یہی حال تھا، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حمین احمد صاحب مدنیؒ ہوں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ ہوں، حضرت رائے پوریؒ ہوں، آپس میں ان حضرات کا تعلق ایسا ہی تھا۔

### حضراتِ اکابر دیوبند کے باہمی تعلق کی ایک اور مثال

حضرت مدنیؒ کے پاس کوئی بیعت ہونے کے لیے آرہا ہے تو فرماتے ہیں کہ وہاں شیخ الحدیث صاحب یا حضرت رائے پوریؒ سے بیعت ہونا اور حضرت رائے پوریؒ سے کوئی بیعت ہونے کے لیے آرہا ہے تو فرماتے ہیں کہ شیخ الحدیث صاحب سے بیعت ہونا اور حضرت شیخ الحدیث سے کوئی بیعت ہو رہا ہے تو اس کو تکمیل کے لیے حضرت مدنیؒ یا حضرت رائے پوریؒ کے پاس بیٹھ ج رہے ہیں۔

ہمارے حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی جسی شخصیت! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب آتنی بڑی شخصیت کو تکمیل کے لیے بھجتے ہیں کہ رائے پورجاو، وہاں جا کر قیام کرو حضرت فقیہ الامت رائے پورجا کر حضرت رائے پوری کے یہاں کئی کئی چلے قیام کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ جاؤ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی کے پاس جاؤ۔ تقریباً ایک مہینہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی خدمت میں قیام کرتے ہیں۔ کبھی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی خدمت میں بھجتے ہیں؛ حالانکہ وہ تو خود حضرت کے اتنا بھی تھے۔

### حضرت فقیہ الامت کو حضرت مدنی میں پیش کرنا

کبھی کبھی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کے یہاں آتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث حضرت فقیہ الامت سے فرماتے ہیں کہ مفتی جی! آج حضرت مدنی آئے ہوئے ہیں، رات ان کے پاس قیام کر لیجیو۔ چنان چہ رات کو حضرت مدنی کے پاس قیام کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں پھر صحیح کو جب چاۓ پیش کی جاتی ہے تو حضرت مدنی حضرت شیخ الحدیث سے فرماتے ہیں کہ آج تو ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنی جوٹھی چاۓ مفتی صاحب کو پیش کریں۔

کیا محبت ہے! حضرت شیخ الحدیث نے حضرت مدنی کی جوٹھی چاۓ کو فوراً اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لے کر خود بھی ایک دو گھونٹ پیا اور پھر حضرت مفتی صاحب کے حوالے کیا۔ کیا آپس میں محبتوں میں ہیں، کیا آپس میں افنتوں میں۔

## حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخؒ کی آپسی محبت

حضرت مدنیؒ بار بار حضرت شیخؒ کے یہاں تشریف لارہے ہیں۔ کبھی آکر فرمائے ہے میں کہ کھانا کھانے کے لیے حاضر ہوا ہوں، اپنا حرج مت کرو، کبھی حضرت وہاں موجود بھی نہیں، سبق پڑھا رہے ہیں، پھر پڑھا کر کہتے ہیں کہ شیخ الحدیث کا حرج مت کرنا، میں تو کھانا کھانے کے لیے آیا ہوں، جلدی سے کھانا بچھ دو اور مجھے جلدی جانا ہے اور پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے گھر میں سے جلدی سے حضرت شیخؒ کو پیغام بھیجتے کہ حضرت مدنیؒ آئے ہوئے میں تو حضرت شیخ الحدیثؒ جلدی سے تشریف لاتے تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ آپ کے گھروالوں نے آپ کا حرج کیا ہے، میں نے تو منع کیا تھا کہ میں تو کھانا کھانے کے لیے آیا ہوں۔ کیا ایسی الفت اور محبت کی مثالیں کہیں مل سکتی ہیں؟

## جنت میں میرے بغیر جانا نہیں ہوگا

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت مدنیؒ سے فرمایا کہ جنت میں میرے بغیر جانا نہیں ہوگا تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا: ضرور، ضرور!

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مدنیؒ نے اس کو یاد بھی رکھا۔ ایک مرتبہ سہارنپور میں دعوت ہے اور حضرت مدنیؒ اس دعوت میں پہلے سے پہنچ گئے اور حضرت شیخ الحدیثؒ کو دعوت میں پہنچنے میں ذرا تاخیر ہوئی اور جا کر فرمایا کہ ایسی بھی کیا جلدی تھی کہ مجھ سے پہلے ہی آگئے، حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ہر جگہ ساتھ جانے کا وعدہ تھوڑا ہی ہے، جہاں کا ہے، وہاں کا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے اتنی خوشی ہوئی،

اتنی خوشی ہوئی کہ حضرت<sup>ؐ</sup> نے جو وعدہ فرمایا تھا، وہ وعدہ حضرت کو یاد بھی ہے۔ کیا آپس میں تعلق ہے، کیا آپس میں الفت و محبت ہے۔

## حضرت شیخ<sup>ؒ</sup> کے دوسرے نکاح کا دل چسپ واقعہ

حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی<sup>ؒ</sup> نے فرمایا کہ میاں زکریا! دوسری شادی کرو اور کہوتو میں خاندان میں لڑکی تلاش کروں۔ حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> شاگرد بھی ہیں اور بھتیجے بھی ہیں اور مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> چچا بھی ہیں، اتنا زاد بھی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> فرماتے ہیں کہ حضرت! آپ کے یہاں ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ اور جگہ تو مجھے منظور نہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ میں ذرا گھر چلا جاؤں اور وہاں جا کر مشورہ کروں پھر میں خط بھیج دوں گا، تم آجائنا، اگر گھر والوں نے منظور کیا تو پھر نکاح ہو جائے گا۔ یہ اطلاع کسی نے حضرت رائے پوری<sup>ؒ</sup> کو بھی پہنچا دی کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> کے یہاں حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کا نکاح ہونے والا ہے اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> اس طرح اطلاع بھیگیں گے اور شیخ الحدیث تو کسی کو اطلاع کریں گے نہیں، وہ تو چکے سے اٹھ کر چلے جائیں گے۔

حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کے جو کتاب خطوط تھے، وہ حضرت رائے پوری<sup>ؒ</sup> سے بھی تعلق رکھتے تھے، حضرت رائے پوری<sup>ؒ</sup> نے ان سے فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کے نام جب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> کا خط آئے تو مجھے چپکے سے اطلاع کر دینا۔ چنان چہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب<sup>ؒ</sup> کا خط آیا کہ ایک دو دن میں دہلی پہنچ جانا ہے تو کتاب خطوط نے چپکے سے حضرت رائے پوری<sup>ؒ</sup> کو اطلاع کر دی، حضرت رائے پوری<sup>ؒ</sup> فوراً سہار پور عاضر

ہو گئے اور حضرت رائے پوریٰ چوں کہ سہارن پور آتے رہتے تھے؛ اس لیے حضرت شیخ الحدیث کو کوئی تعجب بھی نہیں ہوا کہ معمول کے مطابق آئے ہوں گے، خیریت پوچھی تو حضرت رائے پوریٰ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے کل ذرا دہلی تک جانا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ آپ کا نکاح ہے، اس میں مجھے شرکت کرنی ہے یا مجھے اس طرح کی اطلاع ملی ہے کہ آپ کل نکاح کے لیے دہلی جا رہے ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں فرمایا، بس یہ فرمایا کہ کل کو دہلی تک جانا ہے۔

صحح کو ادھر حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> اور ادھر حضرت رائے پوریٰ ایک دوہما ہے اور ایک باراتی ہے۔ کیا اتباعِ سنت تھا ان حضرات کا۔ دونوں حضرات جا رہے ہیں، اٹیشن پہنچ۔ اتفاق کی بات کہ اسی وقت اسی گاڑی سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی<sup>ؒ</sup> تشریف لائے جو اپنی مستورات کے ساتھ دیوبند جا رہے تھے، انہوں نے ان حضرات کو اٹیشن پر دیکھا تو یہ سمجھے کہ یہ حضرات میری وجوہ سے آئے ہیں۔

چوں کہ عرصے پہلے مستور یہ تھا کہ جب حضرت مدنی<sup>ؒ</sup> تشریف لاتے تو یہاں حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کو اطلاع کرتے کہ میں فلاں ٹرین سے پہنچ رہا ہوں تو ملاقات ہو جائے، اب کے اطلاع نہیں دے سکتے تھے تو تعجب ہوا کہ ان کو میری اطلاع کیسے ہوئی! اور فرمانے لگے کہ آپ کو میرے آنے کا کشف ہو گیا تو حضرت رائے پوریٰ نے عرض کیا کہ کوئی کشف وشف نہیں ہوا ہے، ہم تو شادی میں جا رہے ہیں، حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی شادی ہو رہی ہے، ہم تو بارات میں جا رہے ہیں، حضرت مدنی<sup>ؒ</sup> نے فرمایا: اچھا! اور ہمیں خبر بھی نہیں؟ پھر حضرت رائے پوریٰ نے فرمایا کہ حضرت! خبر مجھے بھی نہیں، یہ تو زبردستی میں بھی ساتھ ہوا ہوں، فرمایا کہ اچھا! مولانا محمد الیاس صاحب سے کہہ دینا کہ میرا

انتظار کریں، اب تو میرے ساتھ مستورات ہیں، ان کو دیوبند چھوڑ کر دوسرا ٹرین سے میں آ رہا ہوں اور نکاح میں پڑھاؤں گا۔

چنانچہ حضرت مدنیؒ اپنی مستورات کے ساتھ دیوبند آئے اور مستورات کو گھر چھوڑا اور دوسرا ٹرین میں بیٹھ کر فراؤ دہلی پہنچ گئے، کیا تعلق تھا ان حضرات کا!۔

## حضرت شیخ الحدیثؒ کی صاحبزادوں کے نکاح کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا یوسف صاحب کانڈھلویؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کانڈھلویؒ دونوں حضرات سہارنپور میں پڑھتے ہیں، حضرت مولانا محمد المیاس صاحب کانڈھلویؒ دونوں کے سرپرست ہیں، حضرت شیخ الحدیثؒ سے فرمایا کہ میاں زکریا! دونوں بچے جوان ہو گئے ہیں، جی چاہتا ہے کہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ جی ہاں حضرت! بہت اچھا ہے اور آپ فرمائیں تو میں خاندان میں لڑکی تلاش کروں، فرمایا کہ نہیں، نہیں! خاندان کی ضرورت نہیں، آپ ہی کی بیٹیوں سے نکاح ہو جائے، آپ کی دو بیٹیاں ہیں، ان سے ہی نکاح ہو جائے تو بہتر ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بسم اللہ! اور اچھا ہے کہ آج ہی نکاح ہو جائے۔

پہلے سے کوئی اطلاع نہیں ہے، بھر میں بھی اطلاع نہیں ہے، کیا تھے یہ حضرات اور کیسے تھے سنت کا اتباع کرنے والے۔ امت کے سامنے کیا نمودہ پیش کر گئے ہیں، فرم رہے ہیں کہ آج ہی نکاح ہو جائے، حضرت مدنیؒ آئے ہوئے ہیں، حضرت مدنیؒ سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ بہت اچھا ہے۔ چنانچہ حضرت مدنیؒ نے نکاح پڑھادیا اور پھر وہاں

شور ہو گیا۔ کیوں کہ بدگمانی کرنے والے تو ہتھیرے ہوتے ہیں۔ ارے دیکھا! افریقہ کے دور میں زادے اور دونوں نوجوان، بہت خوب صورت لڑ کے، ان سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کر دیا۔ کسی نے کیا کہا اور کسی نے کیا کہا۔

## مجھے کیا خبر تھی کہ پنجیاں گھر میں ننگی پھر رہی ہیں

اُدھر گھر میں بھی اطلاع نہیں ہے، جب حضرت شیخ الحدیثؒ نے گھر میں اطلاع کی تو اہلیہ نے فرمایا کہ کم از کم پہلے سے اطلاع تو کر دیتے، میں کم سے کم پنجیوں کے کپڑے تو بنادیتی۔ اس پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے عجیب بات ارشاد فرمائی، فرمایا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ پنجیاں گھر میں ننگی پھر رہی ہیں۔

## دونوں صاحبزادیوں کی رخصتی

پھر اگلے سال یا سال ختم ہونے پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں ز کریا! ان دونوں پنجیوں کی رخصتی ہو جائے، دونوں بچے اس سال فارغ ہونے والے ہیں؛ اس لیے اچھا ہے کہ رخصتی ہو جائے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ حضرت! بہت اچھا ہے؛ لیکن اگر رخصتی کر کے یہ دونوں اپنی یو یوں کو دہلی لے جائیں تو ان کے پڑھنے کا حرج ہو گا اور اگر رخصتی کے بعد یو یاں وہاں رہیں اور یہ یہاں پڑھیں تو وہ رخصتی کیا ہوئی! اچھا یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہی ان کی رخصتی کر دوں۔

ذراء اندازہ لگاؤ! باپ اپنی پیٹیوں کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اپنے گھر رہی میں رخصتی کر دوں۔

چنان چہ جمعرات کو دو مرے خالی کر دیے، ایک میں ایک بیٹی کو یعنی حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کی اہلیہ کو اور دوسرے میں دوسری بیٹی کو حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی اہلیہ کو کہہ دیا کہ تم اس کمرے اور تم اس کمرے میں سو جانا۔ اس طرح اپنے ہی گھر کے اندر دونوں بیٹھیوں کی رخصتی کر دی اور پھر ہر جمعرات کو اسی طرح ان کی رخصتی ہوتی اور پھر سالانہ امتحان کے بعد دونوں فارغ ہوئے تو دونوں اپنی اپنی یو یوں کو لے کر اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

### ندشخ کی ناک کہتی ہے اور نہ میری کہتی ہے

اُدھر کا ندھلہ میں خاندان کے لوگوں کو معلوم ہوا تو خاندان کے لوگوں نے کہا کہ شیخ الحدیث تو نے ہماری ناک کھوادی تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے خاندان کے ایک بڑے آدمی کو بلوایا اور فرمایا کہ ذرا میری ناک دیکھو، کہتی تو نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی ناک دیکھو، کہتی تو نہیں؟ اس نے کہا کہ میری بھی نہیں کہتی ہے تو فرمایا کہ جاؤ! خاندان والوں سے کہہ دو کہ میں دیکھ کر آیا ہوں، ندشخ کی ناک کہتی ہے اور نہ میری کہتی ہے، تم اپنی اپنی ناکوں کو دیکھو کہ تمہاری کہتی ہے کہ نہیں کہتی۔

یہ حضرات اتاباعِ سنت کا کیا نمونہ پیش کر گئے ہیں، ہر چیز کے اندر اتاباعِ سنت کا لحاظ ہے، دنیا کے رسم و رواج سے کوئی تعلق نہیں ہے، خاندان والے کیا کہیں گے، اس سے کوئی واسطہ نہیں، ان حضرات کے سامنے جو کچھ ہے، لس! حضرت نبیؐ اکرم ﷺ کا نمونہ ہے اور یہ حضرات اس کی مثالیں پیش کر گئے ہیں۔

## نمونہ اسلاف حضرت اقدس فقیہ الامت

پھر ان کے بعد والے حضرات بھی بالکل ان حضرات کا نمونہ بنے۔ ہمارے حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، دنیا ان کو جانتی ہے، آپ حضرات ان کو جانتے ہیں، یہاں تو بار بار ان کے سفر ہوتے تھے، لکنے سفر ہوئے آپ حضرات جانتے ہیں، کیا تو اوضع اور کیا عبدیت تھی؟ سمجھیے کہ حضرت اقدس فقیہ الامتؒ ان ہی حضرات کا نمونہ تھے۔ تمام علوم میں کامل مہارت حاصل تھی، اگر ان کی علمی مہارت کا اندازہ لگانا ہو تو ان کی کتابوں میں فتاویٰ محمودیہ کو دیکھا جاسکتا ہے، الحمد للہ! ۱۳ جلدوں کے میں آج دنیا کو فیض یاب اور سیراب کر رہی ہے۔ ان کی علمی مہارت کا اندازہ لگاؤ، ان کی عملی زندگی کا اندازہ لگاؤ، ان کے تقوے کا اندازہ لگاؤ۔

## نیم نانے گر خور د مرِ خدا، بذلِ درویشاں گند نیم دیگر

بچپن میں بھی کھانا ایک ہی وقت کھاتے تھے، دوسرے وقت کا کھانا کسی غریب طالب علم کو کھلاتے تھے کہ جس کا کھانا مدرسے سے نہیں ہوتا تھا اور یہ ایک دو دن نہیں رہا؛ بلکہ طالب علمی کے پورے زمانے میں ان کا یہ معمول رہا اور پھر مدد رہی کے زمانے میں بھی یہی معمول رہا۔

کیا ایثار اور قناعت کا ایسا نمونہ کہیں مل سکتا ہے؟ آدمی ایک وقت کھانا کھاتے اور دوسرے وقت کا کھانا کسی غریب طالب کو کھلادے اور ایک دو دن نہیں؛ بلکہ طالب علمی کے پورے زمانے میں اور مدد رہی کے زمانے میں بھی۔

یہاں تک کہ نہماںوں کا بحوم شروع ہوا، تب دوسرے وقت کھانے کے اندر  
برائے نام شرکت شروع کی۔

نیم نانے گرخور د مر د خدا      بذلِ درویشاں گند نیم دیگر  
ہفت ا قلیم گر بگیر د بادشاہ      ہم چتاں در بند ا قلیم دیگر

بادشاہوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ ایک ملک مل گیا تو دوسرے ملک کے پیچھے اور  
دوسراملک مل گیا تو تیسرا ملک ہمارے قبضے میں آئے؛ لیکن اللہ والوں کا یہ حال ہوتا ہے  
کہ ایک روٹی ملی تو آجھی خود کھالی اور دوسری آجھی کسی مسکین تو کھلادی، اس کا نمونہ پیش  
کر گئے۔

## طالب علمی کا دور اور توکل علی اللہ

اور توکل علی اللہ کیسا تھا؟ اپنا باپ خط کے اندر لکھتا ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو خط  
میں لکھو۔ یہ طالب علمی کے زمانے کی حالت ہے۔ حضرت مفتی صاحب اس وقت طالب علم  
یہ، دوپیسے اپنے پاس میں اور اس وقت ہندوستان میں دوپیسے کا کارڈ ملتا تھا، ایک کارڈ  
منگوایا اور اس کی پشت کے اوپر لکھا: الحمد للہ! مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا توکل تھا! دوپیسے ہیں اور اسی کو خرچ کر کے لکھ رہے ہیں  
کہ الحمد للہ! مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

## اپنا ذاتی مکان بھی نہیں

پھر شادی ہوئی تو اپنا بیوی مکان جو میراث میں ملا تھا، وہ بھی اپنی اہلیہ کو مہر کے

طور پر دے دیا کہ مہر کی رقم میرے پاس نہیں ہے، البتہ یہ مکان ہے، یہ مکان ہی میں تمھیں مہر کے اندر دیتا ہوں، آج سے تم مالک ہو اور اگر تمہاری اجازت ہو گی تو سال بھر میں ایک دو روز کے لیے آ کر رہ لیا کروں گا، ورنہ تو مکان تمہارا ہے۔

اپنے پاس اپنا مکان بھی نہیں اور پھر کبھی مکان بنانے کی فکر بھی نہیں اور فکر تو کیا لوگوں نے پیش کیا تو نام منظور کیا۔ بارہا گلنوہ والوں نے ہبھا کہ حضرت! آپ کے لیے یہاں خانقاہ تعمیر کر دیں۔ بہت اصرار کیا تو سختی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ میں اور خانقاہ!

## مکان پدیدہ کرنے کی پیش کش حضرت فقیہ الامت کا جواب

ہمارے میر ٹھہری کے ایک رئیس تھے، انہوں نے دیوبند میں ایک بڑا مکان خریدا اور چاہا کہ اس کو حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں پیش کریں، حضرت حافظ طیب صاحبؒ جو نعمانیہ مکتبہ کے مالک ہیں اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حمید احمد صاحب مدینیؒ کے غلیغہ ہیں، ان کو سفارش کے لیے ساتھ لے گئے کہ وہ حضرت سے سفارش کریں کہ حضرت مکان قبول فرمائیں، چنانچہ انہوں نے حضرت کی خدمت میں آ کر سفارش کی کہ حضرت! یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کا مکان قبول فرمائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں ہے، میرے لیے تو یہ جگہ کافی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ حضرت! مہماں کو سہولت ہو جائے گی۔ حضرتؒ جواب دیتے ہیں کہ میرے مہماں تو عام طور پر طالب علم ہوتے ہیں اور وہ مسجد میں رہنے کے عادی ہیں۔

حالاں کہ مہماں کون ہوتے تھے؟ کبھی حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب

باندوی تشریف لارہے ہیں، حضرت مولانا ابرار الحنفی صاحب ہر دوئی تشریف لا رہے ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جونپوری تشریف لارہے ہیں اور بڑے بڑے اکابر اسی چھتے مسجد میں تشریف لارہے ہیں، پھر بھی فرمایا کہ میرے مہمان تو عام طور پر طالب علم ہوتے ہیں اور وہ مسجد میں سونے کے مادی ہیں۔

ان کامکان منظور نہیں کیا، دنیا سے یہ بے غلتی، یہ بے تعلقی! اپنی ذات کے لیے بھی کوئی چیز گوارا نہیں، اس طرح اپنی پوری زندگی گذاری کہ کتنوں کے مکان، مدرسے بنوائے، اور وہ نمودہ پیش کر گئے جو اکابر ہی کا حصہ ہے، آج تو اس کو سمجھنا بھی مشکل ہے۔

### دارالعلوم دیوبند سے منصب مفتی اعظم کی پیش پر آپ کا متواضعانہ جواب

جامع العلوم کانپور میں رہتے ہیں، وہاں قیام کو تقریباً ۱۲ ارب رس ہو گئے اور اس وقت جامع العلوم کانپور حضرت کی وجہ سے ہندوستان بھر کا گویا مرکز بننا ہوا ہے، جماعتیں بھی آرہی ہیں، حضرت جماعت میں بھی حصہ لیتے ہیں، فتاویٰ بھی جاری ہیں، دعوت و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری ہے، ایک مدرسہ مرکزی چیتیت حاصل ہو کر چکا ہے، یہاں دارالعلوم دیوبند کی شوری آپس میں طے کرتی ہے کہ یہاں ایک مفتی کی ضرورت ہے، اس کے لیے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی سے بہتر کوئی آدمی نہیں؛ اس لیے ان کو تجویز کیا جاتا ہے، ان کو بلاقہ، شوری نے یہ منظور کیا، حضرت کو اس کی اطلاع کی گئی، حضرت نے معرفت کی کہ دارالعلوم بہت بڑی جگہ ہے، میں آنے سے معدود رہوں۔

یہ حضرات اس تجویز کو لے کر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی کے پاس پہنچ کر حضرت دارالعلوم کو ضرورت ہے اور مفتی صاحب نے انکار

کر دیا ہے، آپ مفتی صاحب کو لکھ دیجیے کہ وہ یہاں دارالعلوم آجائیں۔ حضرت شیخ نے لکھا، لیکن حضرت نے معدرت کی کہ دارالعلوم بہت بڑی جگہ ہے، میں آنے سے معدور ہوں۔ یہ لے کر وہاں گئے اور حضرت مفتی صاحب سے درخواست کی تو فرمایا کہ اگر شیخ الحدیث حکما لکھیں تو پھر میں آنکتا ہوں کہ حضرت کے حکم کے سامنے کوئی گنجائش نہیں، ورنہ تو میں اس لائق نہیں ہوں کہ میں دارالعلوم میں جاؤں اور میں وہاں کا مفتی بنوں۔

یہ حضرات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کے پاس حاضر ہوتے اور کہا کہ حضرت! مفتی صاحب نے تو آنے سے انکار کر دیا، ایک ہی شکل ہے کہ آپ حکم نامہ لکھ دیں، حضرت شیخ نے اپنی عادت کے خلاف۔ کہی کہ حکم نامہ لکھنے کی عادت نہیں تھی۔ حکم نامہ لکھا اور صاف صاف لکھا کہ میں حکم نامہ نہیں لکھا کرتا؛ لیکن دارالعلوم کی ضرورت کی وجہ سے حکم نامہ لکھ رہا ہوں اور دارالعلوم کو ضرورت ہے، اس لیے تم دارالعلوم آجاو۔

## حضرت کامال تواضع

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب یہاں تشریف لائے اور پہلے درمیان میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو دارالعلوم کے اکابر: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاوی۔ جو حضرت کے استاذ بھی ہیں۔ سے ملاقات ہوئی، علامہ بلیاوی نے فرمایا کہ مفتی جی! تعجب ہے، آپ کو دارالعلوم بلا رہا ہے اور آپ انکار فرمائے ہیں! تو حضرت نے فرمایا کہ جی ہاں! تو پوچھا کہ کیوں؟ دارالعلوم تو مادر علمی ہے، یہاں کا تو آپ کے اوپر حق ہے اور لوگ تو متناکرتے ہیں، درخواستیں دیتے ہیں۔ حضرت آپ دیدہ ہو گئے

اور آب دیدہ ہو کر فرمایا: میں نے جب سے سنا ہے کہ دارالعلوم مجھے بلا رہا ہے، مجھے سخت افسوس ہے، علامہ بلياویؒ نے فرمایا کہ افسوس ہے؟ حالاں کہ آپ کو دارالعلوم بلا رہا ہے؟ فرمایا کہ جی ہاں! پوچھا: کیوں؟ تو آب دیدہ ہو کر فرمایا: میں نہیں سمجھتا تھا کہ دارالعلوم اتنا گر جاتے گا، اتنا گر جاتے گا کہ مجھ جیسے کی دارالعلوم میں بھرتی کی ضرورت پڑے گی، میں بھی اپنے آپ کو اس لائق بھی نہیں سمجھتا تھا کہ مجھ جیسے آدمی کو دارالعلوم میں دربان کی جگہ پر بھی رکھا جاتے۔

### دارالعلوم دیوبند میں بہ حیثیت صدر مفتی تقرر

تقرر ہو گیا: صدر مفتی تجویز کیے گئے، دارالافتاء کے ناظم بنائے گئے، اسی دوران حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ جو بہت بڑے جلیل القدر فقیہ، مفتی اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الآبادیؒ - جو حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے جلیل القدر غلیظ تھے۔ کے خلیفہ تھے، یہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ کا بھی ابھی ابھی دارالعلوم میں تقرر ہوا اور حضرت مفتی صاحب کو صدر مفتی بنایا گیا۔ میں پہلے وہ حملہ آپ کو منادوں جس کو میں بعد میں سناؤں گا۔

### دوسرے پیر (حضرت گنگوہیؒ) کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کا تعلق پہلے میاں شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ سے تھا۔ جن کا تھوڑا سا ذکر اور پرگنڈرا اور حضرت رائے پوریؒ کو ان سے خلافت بھی ہے۔ بعد میں وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے،

حضرت گنگوہیؒ سے تعلق کے بعد پھر کسی نے پوچھا کہ حضرت! دونوں پیر میں کیا فرق پایا؟ تو حضرت مولانا شاہ عبدالرجیم صاحب رائے پوریؒ نے مجیب جواب دیا، فرمایا: دوسرے پیر کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا۔

### اکثر اختلافات، فساد اور بگاڑھت جاہ کی وجہ سے ہوتے ہیں

اور حب جاہ یہ ایسی چیز ہے کہ جو علماء اور مشائخ میں کسی نہ کسی انداز سے، کسی نہ کسی درجے میں ضرور اپنارنگ دکھاتی ہے اور مشائخ نے لکھا ہے کہ صد یقین کے قلوب سے سب سے اخیر میں جور دیلہ نکلتا ہے، وہ حب جاہ ہے، کسی نہ کسی درجے میں حب جاہ اپنا اثر اور رنگ ضرور دکھاتا ہے اور آج پوری دنیا میں علماء، مشائخ، جماعتوں اور تنظیموں میں جو فساد اور بگاڑ ہے، وہ یہی حب جاہ کا کرشمہ ہے، کسی نہ کسی طرح آدمی تاویل تو کرہی لیتا ہے؛ لیکن یہی وہ حب جاہ ہے جس کی وجہ سے آج یہ سارے اختلافات ہیں۔

### حضرت تھانویؒ کا حضرت گنگوہیؒ کے بعد حضرت رائے پوریؒ سے رجوع

حکیم الامت اشرف العلماء حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے بہت بڑے خلیفہ میں اور ان کے بعد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو اپنا بڑا سمجھتے ہیں اور ہر چیز میں ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ کے بعد حضرت تھانویؒ نے سوچا کہ اب میں کس کے پاس جایا کروں، کسے اپنا بڑا بناوال۔ اندازہ لگاؤ! اپنے وقت کا حکیم الامت ہے، اپنے وقت کا مجدد الاملت ہے اور اتنا بڑا صاحب اعلم ہے؛ لیکن اپنے اوپر اعتماد نہیں، ہوچ رہے ہیں کہ میں کسے اپنا بڑا بناوال

تو نظر گئی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری پر کہ یہ اب حضرت مولانا شیدا احمد صاحب گنگوہی کے خلفاء میں سب سے بڑے بھی ہیں اور سب سے زیادہ عمر والے بھی ہیں، لہذا اب میں ان کے پاس آیا جایا کروں گا۔

## حضرت تھانویٰ حضرت رائے پوریٰ کی خدمت میں

چنان چہ وہاں آئے، رات کو قیام کیا، ان کے لیے چار پانی پچھادی گئی۔ رات کو حضرت تھانویٰ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کوئی آدمی لاٹھی لیے ہوئے ایک طرف کھڑا ہے، سو چا کہ کون ہے؟ غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ تو حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریٰ خود ہیں۔ حضرت تھانویٰ کھڑے ہوئے اور حضرت کے پاس جا کر پوچھا کہ حضرت! یہاں کیسے؟ کہیا بات ہے؟ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ تو حضرت رائے پوریٰ کیا جواب دیتے ہیں، ذرا سنئے کے قابل ہے، آج تو اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے، فرمایا کہ یہاں کے لوگ ایسے ہی گاؤں دی لوگ ہیں، بے ادب لوگ ہیں، بزرگوں کے آداب سے واقف نہیں ہیں، میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی آپ کی چار پانی کے قریب کو گزرنے اور اس کے پیروں کی معاملہ ہو گا تو میں اسے کیسے برداشت کروں گا؛ اس لیے کھڑا ہوا ہوں۔ اس پر حضرت تھانویٰ نے فرمایا کہ حضرت! میرا آنا ب موقف، میں تو آیا تھا اپنابڑا سمجھ کر؛ لیکن جب میرے ساتھ یہ معاملہ ہو گا تو میں اسے کیسے برداشت کروں گا؛ اس لیے پھر کھمی آنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ یہ جو حضرت مولانا شیدا احمد صاحب گنگوہی کے بارے میں فرمایا کہ دوسرے پیر کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا۔ ان حضرات کا بھی یہی حال تھا کہ ”حب جاہ کا سر قلم پایا“، وہ اپنابڑا سمجھ کر آرہے ہیں اور ان کا اپنے چھوٹے اور ایک عالم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ

لاٹھی لے کر اس خیال سے پوری رات گزار دی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی قریب سے گزرے اور اس کے پیروں کی آہٹ سے آپ کی نیند میں خلل آجائے۔

## حضرت فقیہ الامتؒ کی فناستیت اور تواضع کا عجیب واقعہ

اس کو سننے کے بعد اب فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کو دیکھو کہ بزرگوں کی وہ چیز ”حُبٌ جاہ کا سر قلم پایا“، کس طرح چلی آرہی ہے۔ دارالعلوم میں آنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کس طرح حکم نامہ بھیجا جا رہا ہے پھر اس کے بعد منظور کرتے ہیں۔ شوری نے صدر مفتی بنایا، آپ حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جا کر کہا کہ حضرت! مفتی اعظم، صدر مفتی آپ رہیں گے اور دارالافتاء کے ناظم آپ رہیں گے اور میں آپ کے ماتحت ہو کر کام کروں گا۔ حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ دارالعلوم کی شوری نے آپ کو صدر مفتی طے کیا ہے، آپ کو مفتی اعظم بنایا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو فرمایا کہ نہیں! ایسا ہی ہو گا، حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ منع فرماتے ہیں تو حضرت فقیہ الامتؒ نے فرمایا کہ اگر آپ منظور نہیں کریں گے تو میں یہاں نہیں رہوں گا، یہاں سے چلا جاؤں گا۔ یہ واقعہ حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ نے خود مجھ سے سنایا، اس کا علم بھی کسی دوسرے کو نہیں۔

## حضرت فقیہ الامتؒ اور پابندی اوقاتِ مدرسہ

چنانچہ ضابطہ میں حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ کو صدر مفتی اور مفتی اعظم اور

دارالافتاء کا ناظم بنایا گیا؛ حالاں کہ دنیا جاتی تھی کہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب صدر مفتی اور مفتی اعظم ہیں؛ لیکن وہاں اندر ضابطے میں حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ کو بنایا گیا اور حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ بالکل ایک ماتحت ملازم کی طرح رہتے تھے، یہاں تک کہ کہیں جانا ہوتا تو باقاعدہ رخصت کی درخواست دیتے، اسے منظور کراتے، جب کتنے خواہ بھی نہیں لیتے تھے یا تن خواہ لیتے تو ڈبل تن خواہ ملا کر دارالعلوم میں داخل کراتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود پابندی کا یہ عالم تھا اور بالکل ان کے ماتحت رہ کر کام کرتے تھے۔

ابتدائیں جب مدرسہ کا وقت شروع ہونے پر دارالافتاء میں آتے تو پہلے حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دیتے، ان کے پاس دو چار منٹ بیٹھتے، اپنے فتاویٰ کے بارے میں کچھ مشورہ کرتے پھر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھتے تھے۔ حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحبؒ کا مدد و سعید تصور ہا۔

## **بخاری شریف پڑھانے کی مسلسل درخواست اور حضرتؒ کا مسلسل انکار**

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادیؒ - کہ جن کے اوپر مسند صادرات اور مسند شیخ الحدیثی بھجا طور پر فخر کرتی ہے۔ اتنے بڑے محدث حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے فرماتے ہیں کہ بخاری شریف جلد ثانی آپ پڑھانا شروع کریں تو حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت! بہت بڑی کتاب ہے، میں اس کا مل نہیں ہوں، جب کہ وہاں جامع العلوم کا نپور میں تمام صحابِ سنہ اور اکثر تھا میں خود پڑھاتے اور بر سہ سا برس تک پڑھائیں؛ لیکن یہاں حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ

درخواست کر رہے ہیں اور حضرت مُعذرت کر رہے ہیں کہ میں کامیل نہیں ہوں اور ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں، دس مرتبہ نہیں، تقریباً چار سال برابرا صرار کرتے ہوئے حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کو گذر گئے کہ بخاری شریف جلد ثانی آپ پڑھانا شروع کریں اور حضرت مُعذرت فرماتے رہے، یہاں تک کہ جب حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نے دیکھا کہ یہ کی طرح تیار نہیں ہوں گے تو وہ سہار پور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں جا کر ان سے درخواست کی کہ مُحّمّد کو صرار کرتے کرتے اتنی مدت گزرنگی؛ لیکن مفتی صاحب بخاری شریف پڑھانے کے لیے تیار نہیں ہو رہے ہیں، آپ ان سے فرمادیجیے کہ وہ میری درخواست کو منظور فرمائیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ حضرت کو فرماتے ہیں، آپ تب بھی مُعذرت کرتے ہیں کہ بخاری شریف بہت بڑی چیز ہے، میں اس کامیل نہیں تو حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نے فرمایا: مفتی جی! میں بوڑھا ہو گیا، ایک بوڑھے آدمی کی مدد کر دو۔

## طلیبہ کے سامنے حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کی عجیب بات

یہ ایسی بات تھی کہ حضرتؒ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ یہ جواب سن کر اب بخاری شریف پڑھانا شروع کیا اور دوسرے حضرات جب کہ اپنے لیے چاہتے تھے اور درخواست کرتے تھے اور کوششیں بھی کرتے تھے اور طلبہ کو ابھارتے بھی تھے تو ان طلبہ کو حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نے اپنے درس میں جواب دیا اور فرمایا کہ میں نے بہت چاہا کہ بخاری شریف فلاں کو دے دوں، فلاں کو دے دوں؛ لیکن اجازت نہیں ہوئی۔

تو کیا کرو؟ اور فرمایا کہ آخر بصیرت بھی تو کوئی چیز ہے۔  
 حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نے تقریباً دس برس تک دارالعلوم  
 میں بخاری شریف کا درس دیا اور وہ کامیاب درس تھا۔

**مولانا فخر الدین صاحبؒ کی وفات پر حضرتؒ کا بخاری پڑھانے سے انکار**  
 اُدھر حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کا انتقال ہو گیا تو فوراً حضرت مفتی صاحبؒ  
 حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا کر عرض کیا کہ حضرت! میں آج تک  
 حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کی رعایت میں ان کے حکم کی وجہ سے بخاری شریف  
 پڑھاتا تھا؛ لیکن میں اس کا اہل نہیں ہوں اور آج سے میں بخاری شریف پڑھانے سے  
 معدود ہوں۔ کیا یہ وہی چیز نہیں ہے کہ ”حُبٌ جاہ کا سر قلم پایا“، کیا کوئی اس کی مثال اور نمونہ  
 پیش کر سکتا ہے؟۔

**بیماری کے باوجود حضرت مسیح الامتؒ کی خدمت میں پیدل حاضری**  
 حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ صاحبؒ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب  
 جلال آبادیؒ کے ساتھی ہیں، درسی ساتھی ہونا تو معلوم نہیں ہے، حضرت مفتی صاحبؒ کچھ آگے  
 تھے اور حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کچھ پیچھے تھے، جب کبھی جھنجھنا نہ وغیرہ جانا ہوتا اور  
 جلال آباد کو گزر ہوتا تو ضرور حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔  
 ایک مرتبہ وہاں پہنچے تو سخت بیماری میں، حضرتؒ سے عرض کیا گیا کہ حضرت! وہاں  
 اٹیشن کی طرف اتریں گے، وہاں سے رکشمہ مل جائے گا اور جانے میں سہولت ہو گی، یہاں

سے پیدل چلنا پڑے کا تو حضرت فقیہ الامت فرماتے ہیں کہ نہیں بھائی! بزرگوں کی خدمت میں پیدل پل کر، ہی جانا چاہیے، حق تو یہ تھا کہ ہم دیوبند سے پیدل آتے؛ لیکن وہاں سے پیدل نہ آسکے تو کم از کم یہاں سے تو پیدل چلیں، بزرگوں کی خدمت میں کچھ پیدل چل کر بھی جانا چاہیے۔

کیا حضرات تھے! خود اپنے وقت کے اتنے بڑے فقیہ کہ فقیہ الامت کہلائیں اور اپنے ایک ساتھی کا یہ ادب! فرمادی ہے یہ کہ بزرگوں کی خدمت میں کچھ پیدل چل کر بھی جانا چاہیے۔

### حضرت مسحی الامت کا حضرت فقیہ الامت سے مسائل دریافت کرنا

حضرت فقیہ الامت وہاں پہنچتے ہیں تو حضرت مولانا مسحی اللہ خان صاحب خانقاہ سے باہر نکل کر استقبال کرتے ہیں، اپنی قیام گاہ پر لے جاتے ہیں، جو مسائل ذہن میں میں دریافت کرتے ہیں، یہ نہیں کہ میں تو اتنا بڑا شخzen ہوں، میں کیا پوچھوں، اپنا وضو خانہ غسل خانہ دھھاتے ہیں، حضرت! میں یہاں بیٹھ کر وضو کرتا ہوں، غسل کرتا ہوں، ایک ایک مسئلے کو پوچھتے ہیں اور تسلی حاصل کرتے ہیں پھر خصت کرنے کے لیے باہر تشریف لاتے ہیں۔

### اپنا پورا کمرہ حضرت مسحی الامت کے حوالے

دارالعلوم کے صد سالہ جلسے کے موقع پر حضرت مولانا مسحی اللہ خان صاحب دارالعلوم دیوبند تشریف لاتے اور حضرت کے کمرے میں پہنچے، حضرت نے پہلے سے اپنے لیے اور اپنے مہمانوں کے لیے دوسری بگہ محلے میں ایک مکان کا انتظام کیا اور اپنا پورا کمرہ حضرت

مولانا مسیح اللہ صاحبؒ سے حوالے کر دیا؛ حالاں کہ وہاں سب چیزوں کی سہولت ہے؛ لیکن اپنے ساتھی کی سہولت پر اپنی سب سہولتیں قربان کر دیں؛ تاکہ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اپنے مہمانوں کے ساتھ وہاں رہیں، چابی حضرت مسیح الامتؒ کے حوالے کر کے خود دوسری گلہ منتقل ہو گئے۔ ان حضرات کے یہاں ایک دوسرے کی تکمیل عایت تھی۔

## حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرت مسیح الامتؒ کی ملاقات کا عجیب واقعہ

ابھی ڈاکٹر حمزہ صاحب نے سنایا کہ میں وہاں جلال آباد حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ کے یہاں حاضر تھا، معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کل کو تشریف لانے والے میں، حضرت نے مجھ سے یعنی ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ بھائی! صبح کو حضرت شیخ الحدیث صاحب تشریف لارہے ہیں، ان کو یہاں تک آنے میں زحمت ہو گی، کیا اچھا ہو کہ ہم سڑک پر جا کر ملاقات کر لیں؛ تاکہ وہ زحمت سے بچ جائیں اور کسی کو اطلاع نہیں کرنا اور اگلے دن صبح سویرے حضرت مسیح الامتؒ خود ڈاکٹر صاحب کے ساتھ سڑک کے اوپر پہنچ گئے، حضرت شیخ الحدیثؒ فخر کے بعد وہاں سے نکلنے والے تھے اور یہ پہلے سے وہاں پہنچ گئے اور سڑک کے اوپر ٹہلتے رہے، یہاں تک کہ دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا اور یہاں انتظار ہو رہا ہے کہ حضرتؒ کہاں چلے گئے، گھر میں ناشتے کا انتظار کرنا پڑا اور یہاں انتظار ہو رہا ہے کے لیے دوڑا یا جارہا ہے، مدرسے میں بھی نہیں میں، بعض اساتذہ کو بھی خیال ہوا، حضرت مولانا عقیل احمد صاحب اور ایک دوسرے اتنا ذہنلاش کرتے کرتے وہاں سڑک کے اوپر پہنچ گئے، اس طرح پانچ سات حضرات وہاں سڑک کے اوپر جمع ہو گئے۔

برابر دو گھنٹے انتظار کرتے رہے، اب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب<sup>ؒ</sup> کی گاڑی آئی، پہلے دوسری گاڑی آئی، وہ اطلاع دینے والی تھی کہ حضرت آر ہے ہیں، یہ وہاں انتظار میں رہے کہ حضرت شیخ الحدیث<sup>ؒ</sup> کی گاڑی آئی، وہاں آ کر زکری، بھڑکی کھلی، آپس میں ملاقات ہوئی، حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب<sup>ؒ</sup> نے سلام کیا، حضرت شیخ الحدیث صاحب<sup>ؒ</sup> نے جواب نہیں دیا؛ بلکہ فرمایا کہ مسیح اللہ! تم یہاں کیسے آگئے، تم یہاں کیسے آگئے، مجھے تو خود تمہارے پاس آنا تھا، تم نے کیوں ہرج کیا؟ ایک دوسرے کی رعایت دیکھو! وہ فرمادیا کہ آپ نے کیوں ہرج کیا کہ یہاں آئے؟ اور یہ حضرت کو زحمت نہ ہو، یہاں تک آنے میں حضرت کا وقت فائع ہو گا؛ اس لیے میں سڑک ہی کے اوپر جا کر ملاقات کرلوں، اس خیال سے سڑک پر آگئے اور دو گھنٹے تک انتظار کرتے رہے۔ کیا اس کی مثال مل سکتی ہے؟

## اکابر دیوبند کے کارناموں کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں

اکابردار العلوم دیوبند میں ایک ایک بزرگ ایسے ہیں کہ ان کے اوپر مستقل بیان کیا جاتے اور اس کے لیے بھی لمبا وقت چاہیے، یہ جو کچھ عرض کیا گیا، یہ تو بس ایک نمونے کے طور پر ہے اور اس کو تو ایک نمونہ بھی نہیں کہا جاسکتا، اس کو تو بس ایسا کہا جاسکتا ہے کہ جیسے دیگر کے اندر پلاو یا بریانی پکاتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس کو جانختے کے لیے کہ پکی ہے کہ نہیں پکی، ایک دوچال نکال کر ذرا اس کو چکھتے ہیں اور پھر انداز لگاتے ہیں کہ

دیگر پک گئی یا بھی کچی ہے۔ بس اس کو بھی ایسا ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک دوپاول آپ کے سامنے رکھا گیا ہے؛ تاکہ ذرا اندازہ ہو جائے کہ ہمارے اکابر کیا تھے اور اکابر دارالعلوم دیوبند کیا تھے اور ہم کس سے والبستہ ہیں اور ہمیں اس نسبت کی لاج رکھنی چاہیے، وہ اکابر کیا تھے جن سے ہمارا تعلق ہے، ہماری نسبت ان ہی سے ہے، ہمیں اس نسبت کی لاج رکھنی ہے اور ان کے اندر جو تقویٰ و طہارت، پاکیزگیِ محبت، اتباعِ سنت اور اشاعتِ سنت کا جذبہ موجود ہے تھا، ہمیں بھی اپنے ان درودہ جذبہ بیدار کرنا ہے، ان کے نمونے کو اختیار کرنا ہے، ان کے جیسا بننا ہے، ان کے نقش قدم پر چلنا ہے، ہمیں اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

## پھر میں دریا میں اور ہر گز نہ کپڑوں کو لگے پانی

دنیا ان حضرات کے سامنے آئی اور اپنی پوری بہار اور رونق کے ساتھ آئی؛ لیکن یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ان حضرات نے دنیا کو نظر انھا کرتک نہیں دیکھا اور یہ وہ حضرات ہیں کہ جیسے بُلخ پانی کے اندر گھستی ہے اور پورے سمندر کے اندر یہاں سے وہاں تک غوطے اور ڈبکیاں لگاتی ہوئی گھومتی ہے؛ لیکن جب وہ اڑتی ہے تو خشک پروں کے ساتھ اڑ جاتی ہے اور اس کے پروں پر کوئی پانی کا قطرہ نہیں ہوتا۔

یہی حال ہمارے ان اکابر کا رہا ہے کہ دنیا میں آئے اور گھومے اور اشاعت دین، اتباعِ سنت، اشاعتِ سنت کی مثالیں قائم کر کے چلے گئے۔

## اکابر دیوبند کا ایک بہت بڑا کارنامہ: مردم سازی

ہر ایک نے مردم سازی میں بھی مثال قائم کی، ہر ایک کو دیکھو کہ اس نے جو

بڑا کارنامہ انجام دیا، وہ مردم سازی کا کارنامہ انجام دیا۔ ہر ایک نے اپنے بعد ایک مستقل جماعت چھوڑی؛ تاکہ وہ ان کے کام کو دنیا میں بعدوا لے لوگوں میں پھیلائیں۔

حضرت مولانا شید احمد صاحب گنگوہیؒ کتنی بڑی جماعت قائم کر گئے، حضرت مولانا قاسم صاحب ناٹویؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرفؒ علی صاحب تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدینیؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقدار صاحب راتے پوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدینیؒ، شیخ الامت حضرت مولانا محمد سعیّد اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ یہ سب اپنے بعد ایسے حضرات کو تیار کر گئے جو ان کے مشن کو بعد تک بھی جاری رکھ سکیں اور دنیا میں اس کو پھیلانے کا کام انجام دیں۔

ہم کو اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعائماً گئی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سے جو نسبت اور تعلق ہے، اس کی صحیح قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔

## اپنے وظیفہ میں اضافہ کے مشورہ پر حضرت عمرؓ کا زاہدانہ جواب

بس! ایک مثال دے کر میں اپنی آج کی بات کو ختم کرتا ہوں، حضرت اقدس سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں مشورہ کیا گیا کہ حضرت کا وظیفہ بہت کم ہے، حالات بدل گئے ہیں، فتوحات کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا ہے، عام لوگوں کی خورد و نوش میں بھی فرق آ گیا ہے؛ اس لیے امیر المؤمنین کے وظیفے میں بھی تھوڑا اضافہ کر دیا جائے؛ لیکن کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ سے کوئی یہ عرض کرے۔

ایک جماعت طہوئی، جس میں حضرت علیؓ بھی ہیں، انہوں نے آپس میں مشوه کیا اور کہا کہ ہمارے اندر تو یہ ہمت ہے نہیں کہ ان سے اس طرح کی درخواست کریں؛ البتہ امیر المؤمنین امہات المؤمنین رضی اللہ عنہ کا بہت احترام فرماتے ہیں، ان میں خود ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ بھی ہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہیں جن کا وہ بہت احترام کرتے ہیں، اگر امیر المؤمنین سے یہ ازواج مطہرات کچھ فرمائیں تو شاید حضرت اس کو منظور فرمائیں؛ اس لیے یہ حضرات ان امہات المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ان کے سامنے اپنا مدعای پیش کیا کہ سب کی یہ رائے ہے کہ امیر المؤمنین کے وظائف میں تھوڑا اضافہ کر دیا جائے؛ لیکن ڈری ہے کہ حضرت منظور نہیں فرمائیں گے، حضرت اگر منظور فرمائیں تو ہم ان کے وظائف میں تھوڑا اضافہ کر دیں۔

حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر دے کے ساتھ (پہلی تو بیٹی ہیں؛ اس لیے بغیر پر دے کے اور دوسرا بیٹی نہیں ہیں؛ اس لیے پر دے کے ساتھ) حاضر ہوئیں اور مذکورہ درخواست پیش کی، حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرمایا کہ یہ تم سے کون لوگوں نے کہا ہے؟ ذرا ان کے نام تو بتاؤ تو جواب دیا کہ انہوں نے نام بتانے سے منع کیا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم ان کا نام بتا دیتیں تو میں ان کو ایسی سزا دیتا، ایسی سزا دیتا کہ میں ان کے پھرے بگاڑ دیتا، وہ مجھ سے وظائف میں اضافے کے لیے کہہ دے ہے ہیں؟۔

تو بتا! تیرے گھر کے اندر رحمتِ دو عالم ملک اللہ عزیز کا کھانا کیا تھا؟ بتایا کہ ایک وقت میں جو کی روٹی تھی اور ہم نے اس کے اوپر تھوڑا سارا وغیرہ لگا دیا تھا تو حضرت ملک اللہ عزیز نے

اس کو بڑی رغبت کے ساتھ کھایا تھا۔ یہ بہترین کھانا تھا۔

پھر پوچھا کہ بتا! تیرے گھر میں بستر کیا تھا؟ تو جواب دیا کہ چڑے کا ایک ٹکڑا تھا، اس کو دوہرا کر کے پچھا دیتے تھے، رات کو اسی کو اوڑھ کر سو جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے چوہرا (چارتہ) کر کے پچھا دیا تھا تو صبح مجھ سے دریافت فرمایا کہ رات تو نے کیا پچھا دیا تھا کہ رات مجھے اٹھنے میں تاخیر ہو گئی؟ اسے اسی طرح پچھاؤ، جس طرح پہلے پچھایا کرتی تھی، یہ حضرت ﷺ کا بستر تھا، یہ کھانا تھا۔

پھر فرمایا کہ میرے سامنے میرے دو ساتھی گئے ہیں، حضرت نبی اکرم ﷺ کا ایک راستے کے اوپر چلے ہیں۔ میرے دوسرے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ اسی نقشِ قدم کے اوپر چلے ہیں۔ اب میں تیسرا ہوں، اگر میں اسی نقشِ قدم پر چلوں گا تو ان کے ساتھ جاملوں گا اور اگر میں ذرا سا بھی ادھر ادھر ہو تو میں ان سے نہیں مل سکتا، میں تو چاہتا ہوں کہ ان کے نقشِ قدم پر چلوں اور ان سے جا کر ملوں۔

## ہمارے اکابر کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے

ہمارے لیے جنمونہ ہے، وہ ہمارے یہ اکابر میں، ہم اگر چاہتے ہیں کہ قیامت میں ان سے جا کر ملیں اور ان کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔ اور یقیناً ہر ایک کی یہ تمنا ہے۔ تو آج دنیا میں کیا ہو رہا ہے، دنیا والے کیا معاملات پیش کر رہے ہیں، ان سب سے نظر بھا کر اپنے ان اکابر کے نمونے کو اپنے سامنے رکھ کر ان ہی کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ! ان سے جاملیں گے اور ان شاء اللہ! ان کے ساتھ قیامت میں حشر ہو گا۔

اور اگر ہم تھوڑے بھی ادھر ادھر ہو گئے تو دیکھو! ریل اور ٹرین کی جو پڑی ہوتی ہے، جب وہ بُتی ہے تو بال بر ای تھوڑی سی بُتی ہے؛ لیکن تھوڑی سی ہٹنے میں اس کا رُخ کہیں دوسری سمت ہو جاتا ہے اور ادھر جانے والی کسی دوسری جگہ جاتی ہے اور دونوں میں مشرق اور مغرب کافر ق ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب نقشِ قدم سے ہٹتے ہیں تو وہ تھوڑا سا ہوتا ہے، اس لیے اگر تھوڑا سا ہٹنا بھی ہم نے گوارا کیا تو ہمارے لیے مشکل ہو گا، ہمارے لیے جو صحیح نمونہ ہے؛ بلکہ یہ کہیے کہ صراطِ مستقیم ہمارے لیے ان اکابر کا نمونہ ہے، انیاۓ کرام علیہم السلام کا طریقہ صراطِ مستقیم ہے:

﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطُ الدِّينِ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝﴾

## ہمارے اکابر کی زندگی ہی حضور اکرم ﷺ کا عملی اسوہ ہے

حضرت نبی اکرم ﷺ کا جو طریقہ زندگی ہے، وہ صراطِ مستقیم ہے جس کو حضرات صحابہؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس کے اوپر چل کر دکھایا اور حضرات صحابہؓ کا وہی طریقہ وہ صراطِ مستقیم ہے کہ جو ہمارے اکابر علمائے دیوبند نے عملی طور پر نمونہ پیش کیا، بس! ہمارے اکابر علمائے دیوبند کا جو نمونہ ہمارے سامنے ہے، وہی صراطِ مستقیم ہے، ہم ان حضرات کو سامنے رکھ کر اس کو نمونہ بنائیں اسی پر چلنے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے اور ان سے جامیں گے اور اس راستے سے تھوڑا سا بھی ہم ادھر ادھر ہٹ گئے، بہک گئے تو ہم دور جا پڑیں گے اور پھر کب ان سے ملاقات ہوئی، کچھ نہیں

معلوم؛ اس لیے ہم کو اسی کی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اکابر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق، مجت و معرفت، دنیا سے بے نیازی و بے تعلقی، آخرت کی رغبت، اتباعِ سنت اور اشاعتِ سنت کا جذبہ اور آپس میں جو افتخاریں اور زیستیں تھیں، جن کا نمونہ پیش کر گئے ہیں، اسی نقشِ قدم پر ہم چلنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین یا رب العالمین

**وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين**



ہمارے اکابر کی زندگی ہی حضور اکرم ﷺ کا عملی اسوہ ہے

حضرت نبی اکرم ﷺ کا جو طریقہ زندگی ہے، وہ صراطِ مستقیم ہے جس کو حضرات صحابہؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس کے اوپر چل کر دکھایا اور حضرات صحابہؓ کا وہی طریقہ وہ صراطِ مستقیم ہے کہ جو ہمارے اکابر علمائے دیوبند نے عملی طور پر نمونہ پیش کیا ہے! ہمارے اکابر علمائے دیوبند کا جو نمونہ ہمارے سامنے ہے، وہی صراطِ مستقیم ہے، ہم ان حضرات کو سامنے رکھ کر اس نمونہ بناؤ کر اسی پر چلنے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے اور ان سے جاملیں گے اور اس راستے سے تھوڑا سا بھی ہم ادھر ادھر بہٹ گئے، بہک گئے تو ہم دور جا پڑیں گے اور پھر کب ان سے ملاقات ہوں گی کچھ بہیں معلوم؛ اس لیے ہم کو اسی کی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اکابر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق، محبت و معرفت، دنیا سے بے نیازی و بے تعلقی، آخرت کی رغبت، اتباعِ سنت اور اشاعتِ سنت کا جذبہ اور آپس میں جو فتنتیں اور محبتیں تھیں، جن کا نمونہ پیش کر گئے ہیں، اسی نقشِ قدم پر ہم چلنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین یارب العالمین

## Madina Academy

Swindon Road, Dewsbury

West Yorkshire, WF13 2PA, England

Email: publications@madinaacademy.org.uk

Website: madinaacademy.org.uk

Tel: 00 44 7852762632